﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک26/اکتوبر2007ء — 14/شوال1428ہجری قمری ❁ 26/اخاء 1386 ہجری شمسی | شمارہ 43

مَیں پناہ مانگتا ہوں

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اے اللہ مَیں ان کاموں کے شر سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں جو مَیں نے کئے اور ان کاموں کے شر سے بھی جو مَیں نے نہیں کئے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شرّ ما عمل)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یہ سرزمین نوحؑ کے زمانہ کی سرزمین سے بہت مشابہ ہے کہ آسمان کے نشانوں کو دیکھ کر تو کوئی ایمان نہ لایا اور عذاب کے نشان کو دیکھ کر ہزاروں بیعت میں داخل ہوئے۔

”ایسا ہی اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور فرمایا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی طبیعتیں نوحؑ کی قوم سے ملتی ہیں۔ کئی سال گزرے کہ میرے لئے آسمان پر دو نشان ظاہر ہوئے تھے کہ جو خاندانِ نبوت کی روایت سے ایک پیشگوئی تھی۔ اور وہ یہ کہ جب امام آخرالزمان دنیا میں ظاہر ہوگا تو اس کے لئے دو نشان ظاہر ہوں گے جو کبھی کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے یعنی یہ کہ آسمان پر رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن ہوگا اور وہ گرہن چاند گرہن کی معمولی راتوں میں سے پہلی رات میں ہوگا۔ اور اُن دنوں میں رمضان میں ہی سورج گرہن بھی ہوگا اور وہ گرہن سورج گرہن کے معمولی دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ اور یہ پیشگوئی سُنیوں اور شیعوں میں متفق علیہ تھی اور لکھا تھا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی ایسا ظہور میں نہیں آیا کہ مدعی امامت موجود ہو اور اس کے عہد میں یہ دونوں واقعہ انہیں تاریخوں میں ظہور پذیر ہوں۔ لیکن امام آخرالزمان کے عہد میں ایسا ہی ہوگا اور یہ نشان اسی سے خاص ہوگا۔ اور یہ پیشگوئی ان کتابوں میں لکھی گئی تھی جو آج سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں۔

لیکن جب یہ پیشگوئی میرے دعویٔ امامت کے وقت میں ظاہر ہوئی تو کسی نے اس کو قبول نہ کیا اور ایک شخص نے بھی اس عظیم الشان پیشگوئی کو دیکھ کر میری بیعت نہ کی بلکہ گالیاں دینے اور ٹھٹھا کرنے میں اور بھی بڑھ گئے۔ میرا نام دجّال اور کافر اور کذّاب وغیرہ رکھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ یہ پیشگوئی بطور عذاب نہ تھی بلکہ رحمتِ الٰہی نے قبل از وقت ایک نشان دیا تھا۔ لیکن لوگوں نے اِس نشان سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا اور کچھ بھی ان کے دلوں کو میری طرف توجہ نہ ہوئی گویا وہ نشان ہی نہیں تھا، ایک لغو پیشگوئی تھی جو کی گئی۔

پھر بعد اس کے جب منکروں کی شوخی حد سے بڑھ گئی تو خدا نے ایک عذاب کا نشان زمین پر دکھلایا۔ جیسا کہ ابتدا سے نبیوں کی کتابوں میں لکھا گیا تھا اور وہ عذاب کا نشان طاعون ہے جو چند سال سے اس ملک کو کھا رہی ہے اور کوئی انسانی تدبیر اس کے آگے چل نہیں سکتی۔ اِس طاعون کی خبر قرآن شریف میں صریح لفظوں میں موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْمُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا (بنی اسرائیل:59) یعنی قیامت سے کچھ دن پہلے بہت سخت مری پڑے گی اور اس سے بعض دیہات تو بالکل نابود ہو جائیں گے اور بعض ایک حد تک عذاب اٹھا کر بچ رہیں گے۔ اور ایسا ہی ایک دوسری آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب قرب قیامت ہوگا ہم زمین میں سے ایک کیڑا نکالیں گے جو لوگوں کو کاٹے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمارے نشانوں کو قبول نہیں کیا۔ یہ دونوں آیتیں قرآن شریف میں موجود ہیں اور یہ صریح طور پر طاعون کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کیونکہ طاعون بھی ایک کیڑا ہے اگرچہ پہلے طبیبوں نے اس کیڑے پر اطلاع نہیں پائی۔ لیکن خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ طاعون کی جڑھ اصل میں کیڑا ہی ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے اِس لئے اس کا نام دَآبَّۃُ الْاَرْض رکھا۔ یعنی زمین کا کیڑا۔ غرض جب نشان عذاب ظاہر ہوا اور ہزاروں جانیں پنجاب میں تلف ہو گئیں اور اس ملک میں ایک ہولناک زلزلہ پڑا تب بعض لوگوں کو ہوش آئی اور چند عرصہ میں دو لاکھ کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی اور ابھی زور سے بیعت ہو رہی ہے کیونکہ طاعون نے ابھی اپنا حملہ نہیں چھوڑا اور چونکہ وہ بطور نشان کے ہے اس لئے جب تک اکثر لوگ اپنے اندر کچھ تبدیلی پیدا نہیں کریں گے تب تک اُمید نہیں کہ یہ مرض اس ملک سے دُور ہو سکے۔ غرض یہ سرزمین نوحؑ کے زمانہ کی سرزمین سے بہت مشابہ ہے کہ آسمان کے نشانوں کو دیکھ کر تو کوئی ایمان نہ لایا اور عذاب کے نشان کو دیکھ کر ہزاروں بیعت میں داخل ہوئے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی اس نشان طاعون کا ذکر کیا ہے۔ انجیل میں بھی مسیح موعود کے وقت میں مری پڑنے کا ذکر ہے اور لڑائیوں کا بھی ذکر ہے جو اب ہو رہی ہیں۔ پس اے مسلمانو! توبہ کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر سال تمہارے عزیزوں کو یہ طاعون تم سے جدا کر رہی ہے۔ خدا کی طرف جھکو تا وہ بھی تمہاری طرف جھکے اور ابھی معلوم نہیں کہ کہاں تک طاعون کا دور ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ (لیکچر سیالکوٹ. روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 239 تا 241)

روزے اور عید اطاعت کا سبق دیتے ہیں۔ چاہئے کہ یہ اطاعت کا سبق زندگی کا حصہ بن جائے۔

یہ اطاعت ہی ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ اطاعت ہی ہے جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہے اور کر رہی ہے۔ پس اس سبق کو کبھی کسی احمدی کو بھولنا نہیں چاہئے۔

ہماری حقیقی عید اس وقت ہوگی جب ہم ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

غرباء و مستحقین کی امداد کے لئے جماعت میں جاری تحریکات یتامیٰ فنڈ، امداد مریضان، امداد طلباء، مریم شادی فنڈ اور بیوت الحمد کا خصوصیت سے ذکر اور افراد جماعت کو ان میں حصہ لینے کی تحریک۔

(مسجد بیت الفتوح لندن میں نماز عید الفطر کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ عید الفطر)

(لندن۔13/اکتوبر): ماہ رمضان المبارک کے اختتام پر آج یکم شوال 1428ہجری بمطابق 13/اکتوبر 2007ء بروز ہفتہ برطانیہ میں عیدالفطر منائی گئی۔ یوکے میں افراد جماعت کا عید کا سب سے بڑا اجتماع مسجد بیت الفتوح میں تھا جہاں

(1)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد خطبہ عید ارشاد فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور نے مسجد بیت الفتوح میں موجود تمام مردوں کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ کا خطبۂ عید الفطر اور عید کے بعد مصافحہ کے تمام مناظر ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر کئے گئے۔

خطبۂ عید میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا کہ آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے حکم کے مطابق عید منا رہے ہیں۔ اس عید کو عید الفطر کہا جاتا ہے کیونکہ ہم نے اللہ کے حکم سے رمضان کے جو روزے رکھے اور اس کی رضا کی خاطر بعض جائز کاموں سے بھی رُکے رہے اور اس کی اطاعت کی جو توفیق ملی اس کے شکرانے کے طور پر یہ عید ہے۔ اس عید کے لئے حکم ہے کہ تیار ہو، نئے کپڑے پہنو، خوشبو لگاؤ، کھاؤ پیو لیکن اللہ کی یاد سے غافل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ شکرانے کا بہترین طریق یہ ہے کہ مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ عید صرف کھیل کود، اچھا کھانا کھانے، اچھا لباس پہننے یا دوستوں کی محفل سے لطف اندوز ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ ایک مہینہ ہر جائز بات کو اللہ کے حکم سے، اس کی رضا کے لئے چھوڑنے کے بعد پھر اس کے حکم سے تمام جائز باتوں کو دوبارہ شروع کرنے کا نام ہے۔

حضور نے بتایا کہ رمضان میں غریبوں کا خیال رکھنے، ضرورتمندوں کی ضرورتوں کا خیال رکھنے، بھوکوں کو کھانا کھلانے، تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہ رمضان، یہ روزے جن میں فدیہ، فطرانہ اور دوسری مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی، جن میں وقت پر فرض نمازوں کے ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی، جن میں نوافل کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی تا کہ خود بھوک محسوس کرے تو غریبوں کی بھوک کا احساس ہو اور انہیں کھانا کھلانے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ یہاں ان مومن روزداروں کا ذکر ہے جو خدا کی رضا کے لئے دوسروں کی تکلیف کا احساس کرتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ روزے اور عید اطاعت کا سبق دیتے ہیں۔ چاہئے کہ یہ اطاعت کا سبق زندگی کا حصّہ بن جائے۔ جو تقویٰ اختیار کرے اور اطاعت کرے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ عیدیں اس نیت سے منائی جانے والی عیدیں ہونی چاہئیں جن میں اپنے خدا کی طرف، اس کی عبادت کی طرف، اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ رہے۔ یہ اطاعت ہی ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ اطاعت ہی ہے جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہے اور کر رہی ہے۔ پس اس سبق کو کبھی کسی احمدی کو نہیں بھولنا چاہئے۔ صرف منہ سے کہہ دینا کہ ہم تقویٰ اختیار کرتے ہیں کافی نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش فرمائے جن میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ بحیثیت جماعت ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنے میں سے کمزوروں کا خیال رکھیں اور یہ احساس اپنے اندر پیدا کریں کیونکہ ہماری عیدیں اس وقت عیدیں کہلانے والی ہوں گی جب ہم ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض لوگ اپنی کاروباری مشکلات پر پریشان ہو جاتے ہیں جو ان مشکلات کے مقابلہ پر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں جن میں سے دنیا کی ایک بہت بڑی آبادی گزر رہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں کی ایک خبر کے مطابق قریباً 80 کروڑ آدمی روزانہ بھوکے رہتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ احمدی اس حال میں نہیں اور وہ خوش قسمت ہیں کہ اس حالت سے بچے ہوئے ہیں۔ خلفاء کی تحریکات کے نتیجہ میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے۔ لیکن اگر کسی جگہ اس میں کمزوری ہے تو اس طرف افراد جماعت کو بھی اور نظام جماعت کو بھی توجہ کرنی چاہئے۔ حضور نے بتایا کہ پاکستان میں تو خاص طور پر باقاعدہ ایک نظام کے تحت اس طرف توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دیگر تمام جگہوں پر بھی اس طرف خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔ اس کے لئے حضور نے صاحب حیثیت افراد کو تحریک فرمائی کہ وہ حسب توفیق مختلف مدّات میں حصہ لیں اور دیگر افراد بھی جو حصّہ لے سکتے ہیں وہ ان میں حصہ لیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ عید کے موقع پر عارضی خوشی کا سامان کسی غریب کے لئے کر دیا بلکہ مستقل خوشیاں مہیا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ بچوں کو بھی تربیت دیں کہ اپنی عیدی سے ان غریبوں کا بھی خیال رکھیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت افریقہ میں کی جانے والی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تو ایک ایک پائی جو اس کام کے لئے ملتی ہے اسے اسی کام کے لئے خرچ کرتے ہیں کیونکہ احمدی اللہ کے حکموں کی اطاعت اور اس کی رضا کے لئے کام کرتا ہے۔ حضور نے غانا میں کام کرنے والی ایک رفاہی تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے بجٹ کا اسّی فیصد کام کرنے والوں کی تنخواہوں، گھروں اور انتظامی اخراجات پر صرف ہو جاتا تھا اور صرف بیس فیصد مستحقین پر خرچ ہوتا تھا۔ جبکہ جماعت کے افراد تو ایسے کاموں پر جانے کے لئے کرایہ جات اور دیگر کئی اخراجات اپنے پاس سے کرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے شرائط بیعت میں مذکور اس شرط کا بھی ذکر فرمایا جس میں نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدمت خلق کے کاموں کے لئے خلفاء کی طرف سے مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں ان میں ایک یتامیٰ فنڈ ہے۔ جماعت اس سے سینکڑوں یتیموں کی ضروریات پوا کرتی ہے۔ اسی طرح امداد مریضان کی ایک مدّ ہے جس سے اسپتال میں آنے والے مریضوں کی مدد کی جاتی ہے۔ قادیان اور ربوہ میں اس کا باقاعدہ ایک نظام ہے۔

پھر طلباء کی امداد کا ایک فنڈ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تعلیم بھی بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ اگر طلباء اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلباء کی مدد ہو سکتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ہر طالبعلم سال میں دس پندرہ پاؤنڈ ہی دے تو غریب ملکوں میں ایک طالبعلم کے سال بھر کی کاپیوں کتابوں کا خرچ پورا ہو سکتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے مریم شادی فنڈ کا بھی ذکر فرمایا کہ صاحب حیثیت اپنی بچیوں کی شادی کے موقع پر غریبوں کا خیال رکھیں اس سے جہاں اللہ ان کو ثواب دے رہا ہوگا وہاں ان غریبوں کی دعاؤں سے ان کے اپنے بچوں کے گھروں میں بھی برکت پڑ رہی ہوگی۔

حضور انور نے بیوت الحمد سکیم کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ ربوہ اور قادیان میں اس کے تحت گھر بنا کر غرباء و مستحقین کو دئے گئے۔ یہ بھی جائز اور اہم ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے احمدی اپنے گھر خریدنے یا بنانے کے وقت کچھ نہ کچھ اس مدّ میں دینے کی طرف توجہ کریں تو اس سے کئی غریب لوگوں کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے تاکیداً ارشاد فرمایا کہ ہماری حقیقی عید اس وقت ہو گی جب ہم ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اس کی مدد کریں گے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کی تحریک کرتے ہوئے غریبوں، لاچاروں، مریضوں، خدمت انسانیت اور خدمت دین کرنے والوں، مالی قربانی کرنے والوں، واقفین زندگی، شہداء کے خاندانوں، اسیران راہ مولیٰ اور اُمّت مسلمہ کو دعاؤں میں یاد رکھنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی اور تمام احمدیوں کو عید مبارک دی۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی۔

(خلاصہ مرتبہ: ابولبیب)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والی ظالمانہ کارروائیاں

۞ ...... موری، ضلع نواب شاہ:

پاکستان میں احمدیوں کو محض اپنے عقیدہ کی بنا پر کس قسم کی مشکلات کا سامنا ہے اس کی ایک مثال ذیل کا واقعہ بھی ہے۔

میر داد چانڈیو نامی ایک احمدی کو تاوان دے کر اپنے بچے آزاد کرانا پڑے اور یہ بچے کسی اور کے قبضہ میں نہیں بلکہ اپنے انتہا پسند، غیر احمدی ننھیال کے پاس یرغمال تھے۔ میر داد چانڈیو نے سات برس قبل احمدیت قبول کی اور اب وہ ایک فعال احمدی ہیں۔ پہلے تو وہ پاکستان کے صوبۂ سندھ میں واقع قصبہ موری (ضلع نوابشاہ) میں مقیم تھے مگر بہتر ملازمت کے مواقع نظر آئے تو شہر بدلنے کا خیال آیا۔ شہر چھوڑنے سے پہلے وہ اپنی بیوی کو اس کے والدین سے ملانے ان کے یہاں لے گئے۔ ان کی بیوی کے والد جماعت کے شدید مخالف مُلّا حمادی کے پیروکار ہیں اور اسی بنا پر احمدیت اور احمدیوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ اس ملاقات کے اختتام پر جب چانڈیو صاحب نے رخصت چاہی تو ان کے خسر نے انہیں بتایا کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کو نہیں لے جا سکتے۔ اس نے کہا کہ چانڈیو قادیانی کو کوئی حق نہیں کہ وہ اب وہ اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے ساتھ رہ سکے۔ جب میر داد چانڈیو کئی ہفتوں تک اپنے اہل و عیال کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہے تو ان کے خسر نے معاملہ مقامی پنچایت کے سپرد کر دیا۔ پنچایت نے فیصلہ سنایا کہ چانڈیو سمیت پورا گھرانہ احمدیت کو ترک کر کے دوبارہ ’’مسلمان‘‘ ہو۔ بصورتِ دیگر میر داد چانڈیو تیس ہزار روپے بطور جرمانہ ادا کرے۔ پس انہیں یہ بھاری رقم ادا کر کے اپنے بچوں کو حاصل کرنا پڑا۔

۞ ...... ربوہ میں شہری سہولیات کے حصول میں دشواری:

ربوہ، جس کا سرکاری نام چناب نگر ہے، کے شہری بعض بنیادی سہولیات کی عدم دستیابی یا تعطل کے باعث دشواری کا شکار ہیں۔ ان مسائل کا ذکر قومی اخبارات میں بھی ہوتا رہتا ہے، مگر انتظامیہ یوں خاموش ہے گویا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔ ذیل میں دو تراشے قومی پریس سے پیش ہیں:

’’چناب نگر کے شہری بجلی کے تعطل اور لوڈ شیڈنگ کے باعث چِلّا اُٹھے

بجلی بند رہنے سے معمول کی زندگی متاثر، بچے اور بوڑھے سخت پریشان

چناب نگر (نامہ نگار): چناب نگر کو بجلی مہیا کرنے والے برقی رو کے دونوں فیڈر متواتر کئی دن سے لگاتار بند ہیں۔ شہری زندگی بجلی کے اس تعطل کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ حبس اور گرمی کی شدت کے باعث کم عمر بچے اور عمر رسیدہ لوگ سخت پریشان ہیں۔ بجلی کے تعطل کے نتیجہ میں پانی کی سپلائی بھی متاثر ہوئی ہے۔ شہری حقوق کے لئے کام کرنے والے رشید احمد بھٹی، غلام مصطفیٰ خان اور حقوق انسانی کمیٹی کے سربراہ مسرور احمد منور نے واپڈا کے حکام سے نوٹس لینے کی استدعا کی ہے‘‘۔ (روزنامہ جنگ، لاہور، 13/اگست 2007ء)

’’چناب نگر میں پانی کا مسئلہ مستقل نوعیت اختیار کر گیا

مساجد تک میں پانی نہیں۔ شہری پانی خریدنے پر مجبور۔

چناب نگر (نمائندہ روزنامہ ایکسپریس): گزشتہ پانچ روز سے پانی کی قلت نے چناب نگر کے شہریوں کے لئے زندگی دشوار کر کے رکھ دی ہے۔ شہری پانی کی تلاش میں در بدر ہیں۔ مساجد میں وضو تک کرنے کے لئے پانی دستیاب نہیں۔ بوتلوں اور ڈبوں میں فروخت ہونے والا پانی انتہائی مہنگے داموں فروخت کیا جا رہا ہے۔ محکمۂ آب رسانی کے اہلکاروں کا کہنا ہے کہ پانی کی main ترسیل کے لئے زیر استعمال پائپ انتہائی بوسیدہ ہو چکی، اور اسی کے سبب سے آب رسانی میں مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ چناب نگر کے شہری تحصیل انتظامیہ چنیوٹ کے ہاتھوں یہ تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ انسانی حقوق کمیٹی کے غلام مصطفیٰ خان نے ایک خط کے ذریعہ تحصیل انتظامیہ کو اس تشویشناک صورتحال کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس، فیصل آباد، 25/اگست 2007ء)‘‘

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس تشویشناک صورتحال کے باوجود مُلّاؤں کا خیال ہے کہ برطانوی حقوق انسانی گروپ کی ربوہ سے متعلق شائع کردہ رپورٹ غلط ہے کیونکہ ربوہ کے شہریوں کو کوئی مسئلہ نہیں۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ یہ رپورٹ محض چند مسائل کی ایک سرسری جھلک ہے۔ قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں مقیم معصوم احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کے بنیادی حقوق کی بحالی کے سامان فرمائے اور شریروں کے شرارے لوٹا دے اور اپنی عبرت کا نشان بنا دے۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

مسجد نصرت جہاں (ڈنمارک) کی تعمیر پر چالیس سال مکمل ہونے پر خصوصی تقریبات

21؍جولائی 2007ء کو مسجد نصرت جہاں، کوپن ہیگن (ڈنمارک) کی تعمیر پر چالیس سال پورے ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کی اجازت سے مورخہ 17؍اگست 2007ء کو ایک تقریب منعقد کی گئی۔ اس تقریب کی مختصر رپورٹ ہدیۂ قارئین ہے۔

مہمانِ خصوصی کا انتخاب اور دعوت نامہ

جون 2007ء کو ڈنمارک کے وزیر تعلیم و چرچ کو اس تقریب میں بطور مہمانِ خصوصی مدعو کیا گیا۔ وزیر موصوف نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس تقریب میں شمولیت کی دعوت قبول کی۔ ازاں بعد مندرجہ ذیل مہمانانِ کرام کو بھی بطور مقرر شمولیت کی دعوت دی گئی۔

(1) Mrs. Rikke Hvilshøj

(2) Mr. James P. Cain

(3) Mr. Kamal Qureshi

(4) Prof.Jørgen Bæk Simonsen

علاوہ ازیں ممبران پارلیمنٹ، ڈاکٹرز، وکلاء، تاجر حضرات، پروفیسرز، سفراء ممالک اور ہر طبقہ کے قریباً 700 احباب کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ الحمدللہ کہ ڈینش احباب کی طرف سے بہت مثبت ردّعمل ظاہر ہوا اور کثیر تعداد میں احباب نے شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا۔

تقریبات کا آغاز

تقریب کا وقت 11:30 بجے مقرر تھا۔ تاہم مہمانانِ کرام کی آمد 10:45 پر ہی شروع ہوگئی اور 11:15 پر مسجد نصرت جہاں معزز مہمانوں سے بھر گئی۔ وزیر موصوف اور سفیر امریکہ وقت سے چند منٹ پہلے تشریف لائے۔ مسجد کے مین گیٹ پر امیر و مشنری انچارج ڈنمارک اور سیکرٹری امورِ خارجہ نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔

11:30 پر مکرم ہمایوں لطیف بٹ صاحب جنرل سیکرٹری نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے ساتھ معزز مہمانوں کا تعارف کرواتے ہوئے پروگرام کا آغاز کیا۔ تلاوتِ قرآن کریم مع ڈینش ترجمہ مکرم منصور احمد داؤد صاحب نے کی۔ اور پھر مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے افتتاحی تقریر ڈینش زبان میں کی جس میں معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے ساتھ یہ بتایا گیا کہ مساجد خدا تعالیٰ کا گھر ہیں اور خدا تعالیٰ کا ذکر بلند کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ اور ان میں ہمیشہ ذکرِ الٰہی بلند ہوتا ہے۔ مساجد کے دروازے تمام ایسے انسانوں کے لئے کھلے ہیں جو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے آتے ہیں۔ مساجد صلح اور امن کا نشان ہیں۔ الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ نے گزشتہ چالیس برسوں میں قرآنِ کریم کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق قیام مساجد کے مقاصد کو ہمیشہ مدِنظر رکھا ہے۔ اور آئندہ بھی یہی مقاصد ہمارے پیش نظر رہیں گے۔ آخر میں مکرم نعمت اللہ صاحب بشارت امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے حکومت ڈنمارک کا 1967ء میں مسجد کی تعمیر کی اجازت دینے پر شکریہ ادا کیا۔

وزیر تعلیم و چرچ کی تقریر

(وزیر موصوف Mr. Bertel Haarder حکومت ڈنمارک میں ایک سینئر وزیر ہیں اور مذہبی اور امیگریشن امور سے متعلق حکومت کی پالیسیوں میں ان کی رائے کو خاص اہمیت دی جاتی ہے)

وزیر موصوف نے اپنی تقریر کا آغاز مسجد کی چالیس سالہ جوبلی کے موقع پر دلی مبارکباد سے کیا اور اس اہم اور تاریخی موقع پر انہیں دعوت دینے پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد انہوں نے 2006ء میں ڈنمارک میں شائع ہونے والی ایک کتاب بعنوان ''ڈنمارک میں مساجد'' سے درجِ ذیل اقتباس پیش کیا۔

''ڈینش معاشرہ میں احمدیہ مسلم جماعت کو ایک بہت بڑا مقام حاصل ہے اس جماعت کی مسجد نصرت جہاں کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ڈنمارک کی پہلی اور واحد مسجد ہے جو اسی غرض کے لئے تعمیر ہوئی ہے۔ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ نے سب سے پہلے 1967ء میں ڈینش ترجمہ قرآن شائع کیا جو عبدالسلام میڈسن نے کیا۔ یہ اب تک مکمل ترجمۂ قرآن ہے''۔

(ڈنمارک میں مساجد صفحہ99)

وزیر موصوف نے تقریر جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ آج سے 39 سال قبل قرآن کریم کو ڈینش زبان میں مطالعہ کے لئے صرف میڈسن صاحب کا ترجمہ ہی موجود تھا اور یہی واحد ذریعہ تھا جس کے باعث مسلمانوں کے علاوہ دیگر لوگ بھی قرآن کی تعلیمات سے استفادہ کر سکتے تھے۔ گزشتہ چالیس سال سے نصرت جہاں مسجد مختلف ذرائع سے اتفاق و محبت کی فضا قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

اس کے بعد وزیر موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کے دورۂ ڈنمارک سے چند روز قبل مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب مشنری انچارج کی طرف سے ایک اخبار میں شائع ہونے والے مضمون سے چند پیراگراف پڑھ کر سنائے جس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ جماعت احمدیہ اسلام کی تعلیمات کو کس احسن رنگ میں پیش کرتی ہے۔ الحمد للہ کہ وزیر موصوف کی ساری تقریر بہت مثبت انداز میں تھی۔ ہمیں امید ہے کہ اس سے ڈینش معاشرہ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں مثبت سوچ ابھرنے میں مدد ملے گی۔

تقریر سفیر امریکہ

(سفیر امریکہ H. E. James P. Cain کا تقرر ڈنمارک میں ایک سال قبل ہوا تھا۔ سفیر موصوف کا ڈنمارک میں کسی مسلم کمیونٹی کی مسجد میں آنے کا یہ دوسرا موقع ہے)

آپ نے اپنی تقریر میں مسجد نصرت جہاں کی چالیس سالہ جوبلی کی تقریب میں شمولیت کی دعوت ملنے پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور مسلمان امن چاہتے ہیں۔ تقریر کے اختتام پر انہوں نے مسجد کی چالیس سالہ جوبلی کے موقع پر جماعت اور ڈنمارک کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا

"Today, here in Copenhagen - in this place of free worship, in the heart of a free country - I want to congratulate the Nusrat Djahan Mosque on its 40th anniversary. But I also want to congratulate Copenhagen and the whole of Denmark. For this mosque is wonderful symbol of respect for people of at different faith who pratice their deeply religious beliefs in peaceful co-existence withpeopleof other faith."

تقریر جناب کمال قریشی صاحب

(ڈینش پارلیمنٹ میں دو مسلم ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ دونوں ممبران ہی اس پروگرام میں تشریف لائے ہوئے تھے تاہم مکرم کمال قریشی صاحب کو بطور مہمان مقرر شمولیت کی دعوت دی گئی تھی اور موصوف کا بعض احمدی احباب سے ذاتی تعلق ہے۔)

جناب کمال قریشی صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر پر خوشی کا اظہار کیا اور اعتراف کیا کہ مسجد نصرت جہاں کے دروازے ہر ایک کے لئے ہر وقت کھلے رہے ہیں اور کبھی کسی کو اس میں داخل ہونے سے روکا نہیں گیا۔ تقریر کے آخر میں انہوں نے کہا کہ اگر آئندہ بھی مسجد نصرت جہاں جیسی مساجد تعمیر ہوں تو پھر سیاستدانوں کو مساجد کی تعمیر سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔

اجلاس کے آخر میں مہمان مقررین کی خدمت میں مسجد کی ڈرائنگ پر مشتمل تصاویر پیش کی گئیں جو وقفِ نو کے بچوں نے جوبلی کے موقع پر بنائی تھیں۔

تحائفِ قرآن کریم

اس موقع پر مکرم امیر صاحب ڈنمارک نے وزیر تعلیم و چرچ کی خدمت میں قرآن کریم کا ڈینش ترجمہ تحفۃً پیش کیا۔ وزیر موصوف نے اس پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ اسے اپنے دفتر میں مطالعہ کے لئے رکھیں گے۔ نیز ممبر پارلیمنٹ جناب کمال قریشی صاحب کی خدمت میں بھی قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا گیا۔

اسی طرح سفیر امریکہ His Excelency James P. Cain کی خدمت میں انگلش ترجمہ مع کمنٹری کا تحفہ دینے کے لئے مکرم مولانا کمال یوسف صاحب سے درخواست کی گئی۔ چنانچہ سفیر موصوف نے مولانا صاحب سے یہ تحفہ بہت شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

اجلاس کے اختتام پر مہمان مقررین کا تعارف مکرم مولانا کمال یوسف صاحب، جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈنمارک کا پہلا مبلغ ہونے کا شرف حاصل ہے، سے کروایا گیا جو اس موقعہ پر مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ نیز مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر دعوت الی اللہ ربوہ پاکستان، مکرم زرتشت منیر احمد صاحب امیر ناروے، مکرم محمود احمد صاحب امیر سویڈن، مکرم آغا یحیٰ خانصاحب مبلغ انچارج سویڈن اور مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ انچارج ناروے سے تفصیلی تعارف کروایا گیا۔ مہمانان کرام نے ان سے مل کر خوشی کا اظہار کیا۔

ازاں بعد جملہ مہمانان کرام کی خدمت میں لنچ پیش کیا گیا جس میں پاکستانی آم بھی تھے۔ تمام مہمان ماکولات سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ محو گفتگو تھے اور احمدی احباب سے مل کر خوشی کا اظہار کرتے اور مبارک باد دیتے رہے۔ بہت سے مہمان اس موقع پر پھولوں کا تحفہ لائے۔ وزیر موصوف اور سفیر امریکہ نے لنچ کے دوران بارہا اس امر کا اظہار کیا کہ آئندہ رابطہ رکھیں گے اور اس تعلق کو مضبوط کریں گے۔

تقریب میں شامل دیگر شخصیات کا تعارف

☆ پروفیسر یورگن بِک سمونسن آف کوپن ہیگن یونیورسٹی (جو یہاں کے اسلام کے ایکسپرٹ ہیں اور اس بنا پر مصروف ترین ہیں) کو بھی مدعو کیا گیا۔ انہیں یورپ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ یہ ڈینش نان مسلم اور مسلم ہر دو حلقوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ موصوف تاریخ دان ہیں اور خاص طور پر مذہبی تاریخ عربک اور اسلامی ہسٹری میں یدِطولیٰ رکھتے ہیں۔ 2001ء تا 2005ء ڈینش انسٹیٹیوٹ دمشق کے ڈائرکٹر بھی رہے ہیں۔ کوپن ہیگن یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔

☆ جناب ناصر قادر صاحب ممبر پارلیمنٹ انہوں نے اپنی پارٹی ریڈیکل لیفٹ چھوڑ کر ایک نئی پارٹی ''نیو الائنس'' کے نام سے بنائی ہے۔ اور اس کے مدارالمہام ہیں۔ یہ دوسرے مسلم ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ یہ ڈنمارک میں سب سے زیادہ جانے پہچانے اور ہر دلعزیز مسلمان ہیں خاص طور پر ڈینش لوگوں میں، مگر مسلمانوں میں اس قدر نہیں۔ اور اس کی وجہ ان کے اسلام کے بارے میں لبرل خیالات ہیں اور وہ عمومی طور پر شریعت کے اس طور سے حمائتی نہیں کہ اسلام براہِ راست سیاست اثر انداز ہو۔

☆ مسٹر پر کالُند Mr. Per Kaalund, MP (ممبر پارلیمنٹ)۔ ☆ مسماۃ پرنیلے فالکن Ms. Pernille Falcon, MP (ممبر پارلیمنٹ) ☆ کیرن جے کلنٹ Keren J. Klint MP (ممبر پارلیمنٹ) ☆ صوفی ہسٹروپ اینڈرسن Sophie Hæstrop Andersen MP (ممبر پارلیمنٹ) ☆ مورٹن اُوسٹرگورڈ ایم پی Morten Østergaard MP (ممبر پارلیمنٹ)

ان کے علاوہ بہت سے کونسلروں اور نان ایم پی سیاستدانوں نے جوبلی کی تقریبات میں حصہ لیا۔ ان مشہور لوگوں میں سے میڈیا کی جانی پہچانی مسلم شخصیت مسز رُشی رشید صاحبہ بھی تھیں جو آئندہ عام انتخابات میں سوشل ڈیموکریٹس کی طرف سے حصہ میں لیں گی۔

تاجر:

☆ مسٹر لارس کولن Mr. Lars Kolind (کئی ایک نیشنل اور انٹرنیشنل کمپنیوں کے چیئرمین اور پروپرائٹر) یہ کارٹون کرائسس کے دوران انتہائی ایکٹو تھے۔ اور اس کرائسس کے شروع میں حکومت کے نیم دلانہ کردار پر تنقید کی۔

☆ مسٹر میڈز جیکب سن Mr. Mads Jacobsen سینئر وائس پریذیڈنٹ ڈینش بینک (شمالی ممالک کا ایک بڑا بینک)۔ انٹرنیشنل تجارتی حلقوں کا ایک اہم فرد۔

☆ مسٹر فریڈرک پریسلر Mr. Fredrik Preisler ڈنمارک کی سب سے بڑی Advertising کمپنی کے پروپرائٹر اور ڈائریکٹر ہیں اور ان کی کمپنی عام تاجر طبقہ میں انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے جوبلی کے موقع پر پینل debate میں موڈریٹر کے فرائض بھی انجام دیئے۔

☆ مسٹر پیٹر سٹوروپ Mr.Peter Staarup ایک بڑی لاء فرم کے سابق سینئر پارٹنر۔

☆ مسٹر سُنے سکیدے گورڈ تھورسن Mr.

Sune Skadegaard Thorsen ایڈوکیٹ۔عالمی سطح پر انسانی حقوق کے ایڈوکیٹ۔

ان کے علاوہ بہت سے ڈینش تاجران اور لیڈران میں سے اُن لوگوں کی جنہوں نے جوبلی کی تقریبات میں شرکت کی۔

مذہبی اور کلچرل شخصیات:

☆ مسٹر جان لنڈہارٹ Mr. Jan Lindhardt آرچ بشپ روسکلے (Roskilde) ڈنمارک کے پندرہ بشپ میں سے سب سے زیادہ مشہور ہیں۔یہ آجکل مذہب اور سوشل ایشوز کی بحث میں منہمک ہیں۔قبل ازیں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کے ضمن میں مسجد آچکے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے ان کی دعوت پر انہیں Visit کیا تھا۔

☆ مسٹر جیکب ہولٹ Mr. Jacob Holdt ایک مشہور ڈینش فوٹوگرافر اور آرٹسٹ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز سے پہلے مل چکے ہیں۔

☆ مسٹر نیلس بورگن Mr. Niels Borgen مالک وڈائریکٹر بورگن پبلشرز۔جنہوں نے مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب (مرحوم) کے قرآن کریم کے ڈینش ترجمہ کو شائع کیا۔

☆ پروفیسر آرنو وکٹر نیلسن Professor Arno Victor Neilsen ڈنمارک اور سکینڈے نیوین ممالک کے مشہور فلاسفر جو کلچرل اور سوسائٹی ایشوز میں حصہ لینے والوں میں سے پریس میں ایک نمایاں شخصیت ہیں۔

☆ مسٹر فلیمنگ روز Mr. Flemming Rose ڈنمارک کے سب سے بڑے اخبار۔یولینڈ پوسٹن کا چیف کلچرل ایڈیٹر جو کارٹون کرائسس میں تنقید کا اصلی نشانہ بنا۔

☆ مسٹر راسموس نیلسن Mr. Rasmus Nielsen آرٹسٹ۔کنٹم پری آرٹ میں انٹرنیشنل شہرت کے مالک Superflex گروپ آف آرٹسٹ کے مالک۔

ان کے علاوہ بعض دیگر مشہور شخصیتیں بھی تشریف لائیں۔

پریس ومیڈیا

(تقریب سے قبل شائع ہونے والی خبریں)

پریس ومیڈیا ٹیم نے چالیس سالہ جوبلی کی تقریب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کے لئے 2 ماہ قبل ہی پلاننگ اور تیاری شروع کردی تھی۔ابتدائی طور پر مسجد نصرت جہاں کی تاریخ اور احمدیت کے تعارف پر مشتمل ایک مضمون لوکل اخبار کے لئے لکھا گیا اور ایک نسبتاً تفصیلی مضمون ایک بڑی اخبار کے لئے لکھا گیا۔

لوکل اخبار HVIDOVRE AVIS میں خبر کی اشاعت:

مؤرخہ 8 اگست کی اشاعت میں لوکل اخبار نے وزیرتعلیم وچرچ کی تصویر کے ساتھ یہ خبر نمایاں طور پر شائع کی کہ مسجد نصرت جہاں میں اس کی تعمیر پر چالیس سال مکمل ہونے پر جوبلی کی تقریب منعقد ہورہی ہے جس میں وزیر تعلیم وچرچ اور سفیر امریکہ شمولیت کریں گے۔

ازاں بعد اسی اخبار میں جماعت کی مختصر تاریخ اور مسجد نصرت جہاں کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون مسجد کی بڑی فوٹو کے ساتھ مؤرخہ 15 اگست کو شائع ہوا جس میں مسجد کی چالیس سالہ جوبلی کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ اس موقع پر اہم شخصیات شمولیت اختیار کررہی ہیں۔

200 کے قریب مہمانوں کی آمد متوقع ہے۔ہر ایک اس میں شامل ہوسکتا ہے تاہم اپنا نام پہلے رجسٹرڈ کروانا ضروری ہے۔

یہ مسجد پانچ ارکانِ اسلام کی طرح پانچ ستونوں پر بنائی گئی ہے۔سالہاسال سے یہ مسجد ہر ایک کے لئے کھلی ہے اور ڈینش احباب کو اپنا پیغام پہنچانے میں کردار ادا کررہی ہے۔ ہرماہ کی جمعرات کو اوپن میٹنگ منعقد ہوتی ہے جس میں سکالرز کو تقاریر اور بات چیت کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔آرچ بشپ جان لن ہالٹ چیف ربائی Bent Lexner کے علاوہ ہر مذہب اور سیاسی پارٹیوں کے راہنما اس مسجد میں آتے رہتے ہیں۔قرآن کریم کا پہلا ڈینش ترجمہ بھی مسجد نصرت جہاں کی طرف سے شائع ہوا جو عبدالسلام میڈسن نے کیا اور اس کے باعث ڈینش عوام کو اسلام کا پتہ چلا۔

جماعت احمدیہ کے 150 ملین سے زیادہ ممبر دنیا کے 189 ممالک میں آباد ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد کی صورت میں مسیح کی دوبارہ آمد تصور کرتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد (1908 - 1835) کی وفات کے بعد ان میں خلافت کا نظام قائم ہے۔ پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے 2005ء میں مسجد نصرت جہاں کو Visit کیا۔ ڈنمارک میں احمدیوں کی تعداد 500 ہے۔

TV2 LORRY

ریجنل TV-LORRY نے مؤرخہ 15 اگست کو خبروں میں یہ خبر نشر کی کہ ڈنمارک کی پہلی مسجد کی تعمیر پر چالیس سال پورے ہورہے ہیں۔

1967ء میں ایک بڑا واقعہ رونما ہوا کہ ڈنمارک میں سب سے پہلی مسجد کی تعمیر ہوئی اور اب تک HVIDOVRE میں مسجد نصرت جہاں وہ واحد مسجد ہے جو اپنی گنبد نما طرزِ تعمیر کے ساتھ محض مسجد کے طور پر تعمیر کی گئی۔ جمعہ کے روز چالیس سالہ جوبلی کے موقع پر اس کے دروازے کھلے رہیں گے۔اس موقع پر چرچ منسٹر اور کمال قریشی (ممبر پارلیمنٹ SF) تقاریر کریں گے۔ 1967ء کی دہائی میں اکثر مسلمان اسی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے آتے تھے۔اب صرف 500-400 احمدی مسلمان ہی اس مسجد میں نماز کے لئے آتے ہیں۔

امام نعمت اللہ بشارت کا کہنا ہے کہ چالیس سال پہلے جبکہ صرف یہی مسجد تھی تمام مسلمان جمعہ اور عیدین کے موقع پر اس مسجد میں آتے تھے۔

اخبار KRISTELIGT DAG BLAD

ڈنمارک کے واحد مذہبی اخبار kristeligt dagblade نے مؤرخہ 17/اگست بروز جمعۃ المبارک جوبلی کے روز دو مضامین تین تصاویر کے ساتھ شائع کئے۔

اخبار نے پہلے صفحہ پر مسجد نصرت جہاں اور مکرم امام صاحب کی تصویر دیتے ہوئے زیرعنوان ''ڈنمارک کی سب سے اوّلین مسجد کے چالیس سال مکمل'' لکھا۔

''آج سے چالیس سال قبل ڈینش نو احمدی مسلمانوں نے (NORDEN) شمال میں ایک مسجد تعمیر کی جو HVIDOVRE میں واقع ہے۔ اس کی تعمیر کے اخراجات احمدیہ جماعت کی انٹرنیشنل خواتین تنظیم نے پیش کئے۔قریباً 1/2 ملین ڈینش کراؤن اس پر خرچ ہوئے۔

مکرم ہمایوں لطیف بٹ صاحب سیکرٹری جنرل کا حوالہ دیتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ مسجد نصرت جہاں کے ہمسایوں سے اچھے تعلقات ہیں۔اور ہم ہمسایوں سے اچھے تعلقات کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔اس غرض سے ہم نے تمام ہمسایوں جن میں ایک چرچ اور ایک سکول بھی شامل ہے کو چالیس سالہ جوبلی کے دعوت نامے خود جاکر دیئے ہیں اور انہیں اس میں شمولیت کے لئے مدعو کیا ہے۔''

اخبار نے مزید لکھا:

''اس وقت اس مسجد میں متعلقہ افراد کی زیادہ تر تعداد پاکستانی نژاد لوگوں کی ہے مگر چالیس سال قبل صرف ڈینشوں پر مشتمل تھی۔ڈنمارک میں یہ واحد مسجد ہے جو مسجد کے طور پر بنائی گئی ہے۔اس کے اخراجات عورتوں نے پیش کئے۔ اس کے آرکیٹیکٹ Jan Zachariasen ایک ڈینش مسلمان ہیں۔ایک اور اہم شخصیت عبدالسلام میڈسن تھے جن کی وفات جون میں ہوئی۔مسجد کی ابتدا سے ہی ان کا تعلق مسجد سے رہا ہے۔انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ ڈینش زبان میں کیا۔یہ وہی عبدالسلام میڈسن تھے جنہوں نے 1967ء میں HVIDOVRE AVIS کو بتایا کہ وہ کبھی بھی ایک سے زیادہ شادی کا خیال دل میں نہیں لائے۔

ایک جماعت جن کی تعداد 500 کے قریب ہے اور اس میں قریباً 100 کے قریب بچے ہیں خود اس کے اخراجات ادا کرتے ہیں''۔

اخبار نے مزید لکھا کہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ لوکل اخبار نے کبھی بھی کسی حوالہ سے ایسی بات نہیں لکھی جس سے یہ پتہ چلے کہ ہمسایوں کو اس مسجد سے کوئی شکایت ہے۔ اگرچہ یہ مسجد ولّا (Villa) ایریا میں واقع ہے۔ پروفیسر Dr. (Phil) Jørgen Bæk Somonsen کے مطابق احمدیوں کو سب سے پہلے مسجد کی تعمیر اور قرآن کریم کے ڈینش ترجمہ کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہوا۔ یہی سب سے پہلے وہ لوگ تھے جنہوں نے ڈینشوں کو اسلام کی تعلیم دی۔ بعد میں تمام دوسرے مسلمان احمدیوں کو مسجد اور قرآن کریم کی وجہ سے جو مقام حاصل ہوا اس سے Irritate ہوئے۔

احمدی اپنے آپ کو اسلام کی ایک شاخ قرار دیتے ہیں۔ نصرت جہاں مسجد کے امام نعمت اللہ بشارت کا کہنا ہے کہ وہ ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ یہ ایمان لاتے ہیں کہ آنحضرتؐ خاتم النّبیّن ہیں۔ وہ اسلام کے پانچ ارکان پر ایمان لاتے ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے کے اسلام کا فیصلہ کرے۔

اخبار KRISTELIG DAG BLAD

اخبار kristeligt dagblad نے مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب امام مسجد نصرت جہاں کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون شائع کیا۔

اخبار FYENS STIFTSTIDENDE

ڈنمارک کے ایک دوسرے صوبہ FYEN سے شائع ہونے والے ایک اخبار نے جوبلی کے روز ہی حسب ذیل خبر شائع کی۔

''یہ ایک اہم واقعہ تھا جب 1967ء میں ڈنمارک کو سب سے پہلی مسجد حاصل ہوئی۔ایک مسجد جو فن تعمیر میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ HVIDOVRE میں مسجد نصرت جہاں اب تک ایک ہی واحد مسجد ہے جو بطور مسجد بنائی گئی ہے آج جس کے دروازے اپنی چالیس سالہ جوبلی کے موقع پر کھلے رہیں گے۔ چرچ منسٹر اور کمال قریشی ممبر پارلیمنٹ اس موقع پر تقاریر کرنے والوں میں شامل ہیں''۔

اسی طرح ایک اور صوبہ کی اخبار Veile Amts Folkeblad نے بھی 15/اگست کو مسجد کی 40 سالہ جوبلی کی چار کالمی خبر بڑی تفصیل سے شائع کی۔

تقریب کے موقع پر میڈیا والوں کی آمد

اس موقع پر کئی اخبارات کے نمائندگان، فوٹوگرافرز اور ایک بڑے ڈینش ٹی وی نیٹ ورکس TV 2 کا یونٹ (Crew) آیا ہوا تھا۔لائیو پروگرام دکھانے کے لئے ان کی وین قریباً 3 گھنٹے مسجد کے باہر موجود رہی۔ TV 2 کی خبروں میں تین بار لائیو تقریبات دکھائی گئیں۔ ایک ریجنل ٹی وی چینل TV 2 LORRY نے اپنی شام کی خبروں میں تقریبات کے کچھ حصے دکھائے۔اس پروگرام کو تقریباً ڈیڑھ ملین لوگ دیکھتے ہیں۔

الحمدللہ کہ تقریب کے اگلے روز اخبارات نے وسیع پیمانہ پر اس کی کوریج کی اور بڑی بڑی تصاویر کے ساتھ خبریں شائع کیں۔الحمدللہ کہ پورے ملک میں وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی اور ملک کے دور دراز علاقوں سے بھی اخباروں کی کٹنگنز موصول ہورہی ہیں۔

✵......اخبار POLITIKEN ڈنمارک کے ایک نیشنل اخبار نے صفحہ اوّل پر ایک بڑی تصویر کے ساتھ حسبِ ذیل شہ سرخی دی۔

''ایک گھر جس کی بنیاد ایمان، امید اور محبت پر ہے''

چھوٹے عنوان کے طور پر لکھا۔

''احمدی مسلمان جنہیں اپنے ملک میں مشکلات کا سامنا ہے مگر ڈنمارک میں بہت مشہور اور خوب رچے بسے ہوئے ہیں ۔کل انہوں نے سکینڈے نیویا کی پہلی مسجد نصرت جہاں کی چالیس سالہ جوبلی کے موقع پر ایک دعوت پر مدعو کیا۔''

اخبار نے محترم مولانا کمال یوسف صاحب کی ڈنمارک آمد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:

''1956ء میں ایک باحیا پاکستانی نوجوان کوپن ہیگن میں آیا جو نہ تو اچھی انگلش بول سکتے تھے اور نہ ہی انہیں ڈینش آتی تھی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مشرق وسطیٰ کے لوگوں کو عجیب طور سے دیکھا جاتا اور مختلف رنگ کی وجہ سے بچے کالے کے آوازے لگاتے۔ کمال یوسف اُس وقت احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے بطور مشنری بھجوائے گئے۔ ایک لمبے عرصہ تک نہ تو کوئی مستقل رہائش میسر تھی اور نہ ٹیلیفون کی سہولت کہ لوگ فون سے ان سے معلومات لے سکتے۔تاہم وہ یہاں ڈینشوں کی ایک چھوٹی سی جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے، اور جب پاکستان سے کام کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد یہاں پہنچی تو یہ جماعت بڑی ہوتی چلی گئی۔ اور کل احمدی مسلمانوں نے سکینڈے نیویا میں مسجد کی تعمیر پر پورے چالیس سال مکمل ہونے پر جوبلی منائی۔

کمال یوسف صاحب جو ڈنمارک اور سویڈن میں بھی رہ چکے ہیں ان کی یادداشت کے مطابق جب وہ یہاں آئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ انہیں اس ملک میں خوش آمدید نہیں کہا گیا تاہم انہیں اس بات سے خوشی ہے کہ ان کی جماعت کی عورتوں نے اپنے زیورات فروخت کرکے چندے دئے اور مسجد نصرت جہاں کی تعمیر مکمل ہوگئی۔

جب چرچ منسٹر BERTEL HAARDER (V) نے امریکن سفیر James P. Cain اور بشپ Jan Lindhardt کے ہمراہ جوتے اتار کر باہر رکھے اور تقریب میں شمولیت اختیار کی تو انہوں نے مسجد کو

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اُمّت کی اکثریت غلط اور مفاد پرست علماء اور حکّام کے پیچھے چل پڑی ہے۔ ان کی ہدایت کے لئے دعا کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے بلکہ فرائض میں داخل ہے۔

کئی نیک فطرت حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا اعلان کرتے ہیں اور ان تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پہنچانے کے لئے کوئی انسانی کوشش نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ خود ان کے دلوں کے دروازے کھولتا ہے اور اپنے محبوب ﷺ کے عاشق صادق کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود رؤیا صادقہ کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنے مسیح کی آمد کی خبر دے رہا ہے۔

رمضان کے ان بقیہ دنوں میں غلبۂ اسلام کے لئے، مسلم اُمّہ کی روحانی زندگی کے لئے، اپنی روحانیت کے لئے اور اپنی زندگیوں میں اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے ہر احمدی کو بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 5/اکتوبر 2007ء بمطابق 5/اخاء 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

يٰٓاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔ (سورة الانفال :25)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو۔ جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو، جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم اس کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے کہ ہر احمدی بھی اور ہر وہ شخص بھی جو بیعت کر کے جماعت میں نیا داخل ہوتا ہے تو وہ حقیقت میں یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر آپ علیہ السلام کو مسیح و مہدی مان کر اپنے آپ کو دراصل اس گروہ میں شامل کرنے کا اعلان کرتا ہوں جو حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہنے والے ہیں۔ وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ آج مَیں اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں بیان کردہ تمام احکامات اور تمام پیشگوئیوں پر ایمان لانے والا بنتا ہوں۔ وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ آج مَیں حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کی تمام پیشگوئیوں پر کامل ایمان لانے والا بنتا ہوں۔ وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ آج مَیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں تا کہ ایک روحانی زندگی پاؤں۔ اگر اس کے سوا کسی کے ذہن میں کوئی بات آتی ہے تو وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر پابندی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے تو شرائط بیعت میں بڑے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ احمدیت ہے ہی خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کا نام۔ جیسا کہ بیعت کی تیسری شرط میں بیان ہوا ہے کہ ”بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے میں مداومت اختیار کرے گا“۔ پھر پانچویں شرط میں ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ پھر چھٹی شرط میں ہے کہ ”قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسولؐ کو اپنے ہر ایک عمل میں دستور العمل قرار دے گا“۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا اور آپؑ کی بیعت میں آنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے اور نئی روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ پس خوش قسمت ہے ہر وہ شخص جو اس مقصد کے لئے جماعت میں شامل ہوتا ہے اور جماعت میں رہتا ہے۔ خوش قسمت ہیں ہم جو اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق پر ایمان لا کر اللہ اور اس کے رسول کی پکار کو سننے والے بنے تا کہ احیاء موتیٰ کا نظارہ دیکھیں، اپنے مردہ جسموں کو زندہ ہوتا دیکھیں۔

پس ہم پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ گویا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مان کر، مسیح و مہدی مان کر ہم گویا آنحضرت ﷺ کا درجہ نعوذ باللہ گرانے والے ہیں۔ یہ سراسر احمدیوں پر الزام ہے۔ آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) آنحضرت ﷺ کے اس مقام اور یہ کہ کس طرح آپؐ نے مردوں کو زندہ کیا اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا ہے؟ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا“۔ یعنی ایسے اعلیٰ اخلاق اور ایسے متوازن اخلاق کی تعلیم دی جس پر چل کر کسی قسم کے ظلم کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ انصاف، عدل اور ایتاء ذی القربیٰ کی تعلیم ہے ”اور پھر با اخلاق انسان سے با خدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول، ہاں وہی آفتاب صداقت، جس کے قدموں پر ہزاروں مردے، شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اٹھے“۔ (تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 9)

پس یہ ہے وہ انسان کامل جس نے یہ انقلاب پیدا کیا اور یہ وہ انسان کامل ہے جس کے غلام صادق کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اپنے آقا و مطاع کی غلامی میں مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ کے اس مقام کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ اس طرح فرماتے ہیں کہ ”واضح ہو کہ قرآن کریم اس محاورے سے بھرا پڑا ہے کہ دنیا مر چکی تھی اور خدا تعالیٰ

نے اپنے اس نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر نئے سرے دنیا کو زندہ کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا (الحدید:18) یعنی اس بات کو سن رکھو کہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ زندہ کرتا ہے۔ پھر اسی کے مطابق آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں فرماتا ہے وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ (سورۃ المجادلہ:23) یعنی ان کو روح القدس کے ساتھ مدد دی۔ اور روح القدس کی مدد یہ ہے کہ دلوں کو زندہ کرتا ہے''۔ ایمان لانے کے بعد پھر ایمان میں بڑھاتا ہے'' اور روحانی موت سے نجات بخشتا ہے اور پاکیزہ قوتیں اور پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے اور علوم یقینیہ اور براہین قطعیہ سے خدا تعالیٰ کے مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے۔............اور یہ علوم جو مدار نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے جو بتوسّط روح القدس انسان کو ملتی ہے اور قرآن کریم کا بڑے زور شور سے یہ دعویٰ ہے کہ وہ حیات روحانی صرف متابعت اس رسول کریمؐ سے ملتی ہے اور تمام وہ لوگ جو اس نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مُردے ہیں جن میں اس حیات کی روح نہیں ہے اور حیات روحانی سے مراد انسان کے وہ علمی اور عملی قویٰ ہیں جو روح القدس کی تائید سے زندہ ہو جاتے ہیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5صفحہ194تا196مطبوعہ لندن)

جو الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بیان فرمائے ہیں کیا کوئی برابری کرنے والا یا برابری کا خیال کرنے والا ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ پس ہم تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق اس بات کے ماننے والے ہیں کہ روحانی زندگی کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ذات کو بنایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو آپؐ کے عاشق صادق اور ایک ادنیٰ غلام ہیں جنہیں اس زمانے میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو زندگی بخشنے کے لئے آپؐ کی متابعت میں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے تا کہ پھر سے دنیا میں وہ گروہ قائم ہو جو اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے، اپنی روحانیت کو نکھارنے کے لئے، اس امام کے ہاتھ پر جمع ہو جائے۔

مسلمانوں کا یہ کہنا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم نے آنحضرت ﷺ کو مان لیا ہے اس لئے اب کسی اور کو ماننے کی ضرورت نہیں، یہ ان کی غلطی ہے۔ یہ امام جس کی قرآن کریم میں پیشگوئی ہے اور جس کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جب وہ آئے تو میرا اسلام کہنا، اس پر ایمان لانا بہر حال ضروری ہے، اس کے بغیر ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا۔ تبھی ایک مسلمان روح القدس سے تائید یافتہ کہلا سکتا ہے جب اس امام پر بھی کامل ایمان ہو۔ پس ایمان مکمل کرنے کے لئے اور روحانی زندگی کے لئے اس زمانے کے امام کا ماننا ضروری ہے اور لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھی سامنے رکھنا چاہئے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (النساء:137) یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ۔ ایمان تو پہلے ہی لے آئے ہو پھر دوبارہ کیوں کہا گیا کہ ایمان لاؤ؟ اس لئے کہ بہت سے لوگوں کا ایمان لانے کا جو دعویٰ ہے وہ صرف منہ کی باتیں ہیں۔ اس لئے اے ایمان لانے والو! حقیقی مومن کہلانے کے لئے اپنے دلوں کو ایمان سے بھرو۔ اور اس زمانے میں ایک مسلمان حقیقی مومن اس وقت کہلائے گا جب آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق پر بھی ایمان لانے والا ہو گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے خلاف آجکل دنیا میں مختلف جگہ پر جو محاذ کھڑا ہے، یہ محاذ کھڑا کرنے کی بجائے مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے۔ کچھ غور کریں کہ ایمان کی مضبوطی کی طرف بلانے والا، ایمانوں کو زندگی بخشنے والا کیا کہہ رہا ہے؟ اس کا دعویٰ کیا ہے؟ خود اپنے بارے میں وہ کیا کہتا ہے؟ اس کا اپنا مقام کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ کو کیا مقام دے رہا ہے؟

آپؑ فرماتے ہیں کہ '' مجھے اللہ جلشانہ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں۔ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41) پر آنحضرت ﷺ کی نسبت میرا ایمان ہے۔ مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت ﷺ کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ مَیں اللہ جلّشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانے کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلّہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہو گا''۔ (کراما ت الصادقین۔روحانی خزائن جلد 7صفحہ67مطبوعہ لندن)

پس بجائے اس کے کہ اس غلام صادق کی تکذیب کر کے اپنے ایمانوں کو کمزور کیا جائے، اپنے ایمانوں کو جلا بخشنے کے لئے، اپنے مُردہ دلوں کو زندہ کرنے کے لئے اس زمانے کے امام پر ایمان لائیں جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس غلامِ صادق اور کامل الایمان پر ایمان لائیں جس کی پیشگوئی آج سے چودہ سو سال پہلے خدا اور اس کے رسول ﷺ نے کی تھی۔ غور کریں کیا اُن حالات میں کوئی تبدیلی آ گئی ہے؟ کیا اُن حالات میں کوئی بہتری پیدا ہو گئی ہے جن حالات کے بارے میں فکر کا اظہار ہر درد رکھنے والا مسلمان سو سال پہلے کر رہا تھا اور اس پیشگوئی کے انتظار میں تھا کہ کب وہ شخص مبعوث ہو اور ہماری اصلاح کرے اور مسلمانوں کو رہنمائی میسر آئے۔

اگر غور کریں تو حالات بد سے بدتر ہوئے ہیں اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ حالت باوجود ظاہراً حکومتیں قائم ہو جانے اور آزادی کے نعروں کے مزید خراب ہی ہو رہی ہے۔ روحانی طور پر مرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ کہیں کوئی کمی ہے اور کمی یہی ہے کہ جس کو نبی کریم ﷺ نے سلام بھیجا تھا اس کے خلاف آہستہ آہستہ پہلے تو اِکّا دُکّا مولوی مخالفت کرتے تھے، پھر مخالفت کے کچھ گروہ بنے، اب اسلامی حکومتیں بھی اکٹھی ہو کر منصوبے بنا رہی ہیں۔ لیکن جو چراغ اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے وہ کسی مخالف کی پھونکوں سے بجھایا نہیں جا سکتا۔

پس بجائے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف چل کر اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے کے اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ جو انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے، اس سے مدد مانگنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ یا اللہ! جس امت کے بارے میں تو نے فرمایا تھا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورۃ آل عمران آیت نمبر111) یعنی تم سب اُمّتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو لیکن اس کے ظاہری حالات تو ایسے نظر نہیں آتے۔ دوسروں کی اصلاح کیا کرنی تھی، ہمارے تو اپنے حالات بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ پس جب درد دل سے یہ دعائیں کی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ جو انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے، ان کو سنے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ لیکن اُمّت کی اکثریت تو غلط اور مفاد پرست علماء اور حکّام کے پیچھے چل پڑی ہے اور اپنے دل کا جو اخلاص ہے اس کو ان کے پیچھے چل کر ضائع کر رہی ہے۔

یہ دعا بھی آج اُمّت کی ہمدردی میں، آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے والوں کی ہمدردی میں اگر کوئی کرنے والا ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت کے افراد ہی ہیں۔ آپ نے ہی یہ دعا کرنی ہے کہ اے اللہ! ان کے دلوں کو پاک کر، ان دلوں پر تیرا ہی قبضہ ہے۔ آخر یہ لوگ ہمارے محبوب آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ ان لوگوں کو عقل دے کیونکہ بجز تیرے ان کے سینوں کو کھولنے والا اور ان کے دماغوں کو روشن کرنے والا اور کوئی نہیں۔ اب سوائے تیرے ان کو کوئی نہیں بتا سکتا کہ زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے؟ اے اللہ! تُو ان کو بتا کہ صرف منسوب ہونے سے زندگی نہیں ملتی بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ جس بات کی طرف بلا رہے ہیں، جن باتوں کو کرنے کا حکم دے رہے ہیں، ان کی طرف جانے اور ان پر عمل کرنے سے زندگی ملتی ہے۔ پس اے اللہ! ان لوگوں کے دلوں پر سے زنگ اتار دے۔ ان کو زمانے کے امام کی مخالفت کرنے کی بجائے اسے پہچاننے کی توفیق عطا فرما۔ پس یہ دعا کرنا بھی آج ایک احمدی کی ذمہ داری ہے بلکہ فرائض میں داخل ہے، ورنہ ہم اپنے فرائض کی بجا آوری کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔

ان نام نہاد علماء نے احمدیت کے بارے میں غلط باتیں پھیلا کر عجیب خوفناک ماحول پیدا کر دیا ہوا ہے۔ کئی سعید فطرت ہیں جو احمدیت کو سچ سمجھ کر قبول کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے معاشرے کے خوف سے خاموش ہو جاتے ہیں۔ کئی مرد اور خواتین جرأت کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ احمدیت قبول کرتے ہیں تو پھر عزیزوں اور رشتہ داروں کی طرف سے، ماحول کی طرف سے طرح طرح کے ظلم سہنے پڑتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک رپورٹ تھی کہ ایک لڑکے نے احمدیت قبول کی تو اس کے گھر والوں نے اسے باندھ کر خوب مارا اور کئی دن گھر میں باندھے رکھا۔

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں
لندن جانے اور لندن سے آنے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں
(جلسہ کے لئے ایڈوانس بکنگ آفر 99 یورو)

Tel: 00 49 -211 - 2205611-12 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
Mobile: 0160-97902950e-mail: nayaab@web.de
Karl Str. 2 40210 - Dusseldorf (Germany)

ابھی چند دن ہوئے سوئٹزرلینڈ سے ایک اطلاع آئی تھی، ہمارے ایک احمدی نے خط لکھ کر یہ اطلاع دی تھی کہ ایک پاکستانی سوئٹزرلینڈ میں ہیں، احمدیت کا مطالعہ کر کے اور احمدیت کو سچ سمجھ کر بیعت کرنا چاہتے تھے؟ انہوں نے پاکستان میں اپنے عزیزوں سے اس بات کا اظہار کیا تو ایسی ایسی کہانیاں جن کا احمدیت سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ان کو احمدیت کے بارے میں سننے کو ملیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ یہ صرف ان نام نہاد علماء کی احمدیت کے بارہ میں غلط رنگ میں پھیلائی ہوئی باتوں کا اثر ہے جس کے پھیلانے کی انہیں وہاں کھلی چھٹی ہے، جو چاہے وہ احمدیت کے بارے میں کہیں اور احمدیوں پر پابندی ہے کہ تمہاری اصل تعلیم کیا ہے اس کا اظہار نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس شخص نے لکھا ہے کہ ایک قریبی عزیز نے اسے فون پر یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تم واقعی سنجیدہ ہو تو پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمہارے احمدیت قبول کرنے کے بعد مَیں وہ پہلا شخص ہوں گا جو تمہیں قتل کرے گا۔ تو یہ حالات ہیں۔ یہ ان لوگوں کی سوچ ہے۔ کیا یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے والوں کا کام ہے؟ کیا انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی اس غم اور غصّے کی حالت کے اظہار کے بارے میں نہیں سنا جب آپؐ نے لڑائی کے دوران زیر ہونے کے بعد کلمہ پڑھنے والے شخص کے ایک مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہونے پر فرمایا تھا کہ کیا تُو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ اس میں خالص کلمہ بھرا ہوا ہے یا بناوٹی کلمہ ہے۔

دنیا میں ہر قسم کی طبائع ہوتی ہیں۔ کمزور بھی ہیں، جرأت والے بھی ہیں۔ جو کمزور ہیں وہ تو ڈر جاتے ہیں، لیکن جرأت والے بہرحال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کئی جرأت والے باوجود سختیوں کے سچائی قبول کرتے ہیں۔ کئی جرأتمند حق کے مقابلے پر کسی بھی ظلم کی پرواہ نہیں کرتے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو فرعونوں کو جرأت کے ساتھ یہ جواب دیتے ہیں کہ فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ (طٰہٰ:73) پس جو تیرا زور لگتا ہے لگا لے اِنَّمَا تَقْضِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا (طٰہٰ:73) تُو صرف اس دنیا کی زندگی کو ختم کر سکتا ہے۔

پس وہ احمدی جن کو آج پاکستان میں شہید کیا جا رہا ہے، ان کا بھی یہ جواب ہے، اور ہر احمدی کا جو ایمان پر قائم ہے یہی جواب ہے۔ اور جو نئے احمدی ہوتے ہیں اور شدید مخالفت کا سامنا کر رہے ہیں، ان سے بھی میں کہتا ہوں کہ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور ہمیشہ یہ جواب دیں کہ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا (یوسف:65) کہ اللہ سب سے بہتر ہے اور سب سے زیادہ قائم رہنے والا ہے۔ اور جو بہتر ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے وہ دشمنوں سے بھی نمٹے گا اور نیک اعمال کی جزا بھی دے گا۔ ان کے جماعت میں شامل ہونے پر ان کو بہترین جزا دے گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو چراغ اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے، اسے انسانی پھونکیں بجھا نہیں سکتیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اس چراغ کا نُور لوگوں پر اس طرح اتارتا ہے کہ دنیا کی تمام طاقتیں بھی جمع ہو کر اس کے مقابلے میں روکیں کھڑی کرنے کی کوشش کریں تو اس کو روک نہیں سکتیں۔ وہ اس روشنی کو، اس نور کو دلوں میں اترنے سے روک نہیں سکتیں۔ کئی بیعتیں ہر سال ہوتی ہیں۔ کئی نیک فطرت حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا اعلان کرتے ہیں اور ان تک حضرت مسیح موعودؑ کے اس پیغام کو پہنچانے کے لئے کوئی انسانی کوشش نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ خود اُن کے دلوں کے دروازے کھولتا ہے اللہ تعالیٰ خود ان پر اپنے محبوب ﷺ کے عاشق صادق کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔

ابھی گزشتہ دنوں عرب کے ایک ملک سے ایک رپورٹ آئی تھی۔ مصلحتاً بعض نام مَیں نہیں پڑھوں گا۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ مَیں ان دنوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت کے بڑے واضح نشانات مشاہدہ کر رہا ہوں اور سعید فطرت لوگوں سے رابطہ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ چند دن قبل ایک دوست نے ایم ٹی اے کے سٹوڈیو میں رابطہ کیا اور وہاں سے ان دوست کا پتہ کیا اور پھر ان کے ساتھ رابطہ کیا تو رابطہ کرنے والے صاحب کے بارے میں یہ رپورٹ دینے والے لکھتے ہیں کہ یہ صاحب ایک سادہ طبیعت کے آدمی ہیں اور صوفیاء میں سے ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انڈیا کے ایک گاؤں میں ہیں اور کچھ شریر لوگ ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں اور ان کے سینے میں داخل ہو جاتے ہیں اور حضورؑ کی وہی صورت تھی جو انہوں نے بعد میں دیکھی۔ اس کے علاوہ کئی دفعہ حضور علیہ السلام کی خواب میں زیارت کر چکے ہیں اور ابھی چند دن قبل انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت ﷺ کی شکلِ مبارک کے بالکل مطابق دیکھا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور یہ دوست جنہوں نے لکھا ہے، کہتے ہیں کہ جب مَیں نے کسی بات کی وضاحت کرنی چاہی تو انہوں نے مجھے روک دیا کہ ایمان میرے دل میں گڑ چکا ہے، مجھے اب کسی قسم کی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ دو دن قبل ایک نوجوان نے فون کیا اور وقت مانگا۔ چنانچہ یہی صاحب جنہوں نے بیعت کی ہے، کہتے ہیں ایک اور پرانے احمدی کے ساتھ مَیں ان سے بات کرنے گیا تو اس نوجوان کے والد صاحب بھی وہاں تھے جو صوفیاء کی جماعت سے منسلک ہیں اور جب باپ سے بات شروع ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ 20 سال قبل انہوں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کی تصویر ایک دیوار پر لٹکی دیکھی تھی اور اب جب ایم ٹی اے کے سٹوڈیو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی تو ہو بہو وہی تصویر ہے۔ تو یہ ہے عاشق صادق اور غلام صادق کی نشانی۔ کہتے ہیں کہ ہو بہو وہی تصویر ہے جو مَیں نے 20 سال قبل دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ وہ جماعتی عقائد سے متفق ہیں اور بتایا کہ ایک دفعہ وہ کسی کا ڈش انٹینا سیٹ کر رہے تھے اور چینل سیٹ کرتے ہوئے جو پہلی تصویر انہیں نظر آئی وہ اس خط لکھنے والے کی تھی۔ ہمارے عربی پروگراموں میں بھی آتے ہیں، تو انہوں نے سمجھا تھا کہ انہیں میرے ذریعہ سے پیغام پہنچے گا، پھر انہوں نے بیعت کر لی۔ پھر کہتے ہیں اس ملاقات کے دوران ہی ایک فون آیا۔ ایک صاحب نے ٹیلیفون ڈائریکٹری سے ان کے گھر کا فون نمبر لیا اور گھر سے موبائل نمبر لیا، یہ گھر پہ نہیں تھے۔ پھر ملاقات کا وعدہ کیا اور ملاقات پر بتایا کہ وہ پڑھے لکھے انسان ہیں اور امریکن یونیورسٹی بیروت سے 60 کی دہائی میں فارغ التحصیل ہوئے اور پھر 70 کی دہائی میں فوج میں ایک آفیسر کے طور پر رہے اور پھر سعودیہ ائیر فورس میں بھی رہے۔ انہوں نے بتایا انہیں کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے، خصوصاً تصوف کی کتابوں کا بہت شوق ہے۔ پھر بتایا کہ گزشتہ خیالات پر اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں کہ مخالفین کی کتابیں پڑھ کر جماعت کو کافر سمجھتا تھا کیونکہ جماعتی کتابیں باوجود کوشش کے میسّر نہ تھیں۔ اب وہ ہمارے چینل کے پروگرامز باقاعدگی سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ان کے دل میں نقش ہو چکی ہے اور تصوف میں ادراک رکھنے کی وجہ سے حضور اقدسؑ کی کتابوں میں بیان معرفت کے نکات کو فوراً سمجھ جاتے ہیں، بلکہ محظوظ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے الفاظ کسی جھوٹے کے منہ سے نہیں نکل سکتے بلکہ یہ کلام ایک عارفِ حقیقی کا کلام ہے۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ اکثر لوگ پہلے بحث کرتے تھے، اعتراضات اٹھاتے تھے، دلائل اور براہین کا مطالبہ کرتے تھے لیکن اب اس کے بالکل برعکس ایسی ہوا چلی ہے کہ جو لوگ ملتے ہیں متفق ہوتے ہیں اور بہت سارے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرایا ہوتا ہے۔ تو اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اس سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور رہنمائی فرماتا ہے۔ لیکن ہمارا بھی کام ہے کہ ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔

پس اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ تو ہر روز اپنی تائید و نصرت کے نظارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھا رہا ہے، لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ہماری بھی ذمہ داری ہے، جو خدا تعالیٰ نے لگائی ہے کہ جو تمہارے وسائل ہیں، جس حد تک تم دلوں کو پاک کر دینے والے اس پیغام کو پھیلانے میں کردار ادا کر سکتے ہو تم ادا کرو تا کہ اس ثواب سے، اُن برکات سے حصہ لینے والے بن سکو جو اللہ تعالیٰ کے اس مسیح و مہدی، جری اللہ کی جماعت سے وابستہ رہنے والوں کے لئے مقدر ہیں۔ پس اس مقصد کو بھی ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے۔ نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کی تلاش میں ہر احمدی کو رہنا چاہئے۔ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور اس کو مقصد بنانا چاہئے کہ مَیں نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جس زندگی کو حاصل کرنے کا دعویٰ کیا ہے، کیا حقیقت میں میرے اندر اس زندگی کے آثار نظر آ رہے ہیں جس کا آپؑ نے دعویٰ کیا تھا کہ میرے ماننے والوں کی زندگی میں پیدا ہوگی۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی غرض اس جماعت سے یہ ہے کہ گمشدہ معرفت کو دوبارہ دنیا میں اس جماعت کے ذریعہ قائم کر دے۔ پس اس گمشدہ معرفت کو قائم کرنے کے لئے جہاں ہمیں اپنے اعمال پر نظر رکھنی ہوگی، جہاں اپنے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی، وہاں دوسروں تک بھی اس گمشدہ معرفت کے پیغام کو پہنچانے کے انتظام کرنے ہوں گے۔ اپنے ماحول میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو پہنچانا ہوگا کہ اس زمانے میں معرفت کا جام اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں دیا ہے۔ آؤ اور اس سے فیض پاؤ اور دائمی زندگی حاصل کرو۔

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

آپؑ فرماتے ہیں: ”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو مَیں کہتا ہوں، اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اَور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا۔ جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا“۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104 مطبوعہ لندن)

پس اس سلسلے میں اب ہر ایک کی کوشش ہونی چاہئے کہ ایک نئے جوش کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کریں لیکن یہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ مومن کا کوئی کام بغیر دعا کے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ رمضان کے یہ دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے مہیا فرمائے ہیں اس کے آخری عشرے میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ ان میں سب سے اہم دعا یہی ہے جو اگر ہم کریں تو ہماری باقی تمام دعاؤں کو بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ اللہ تعالیٰ جب ہماری دعاؤں میں اپنی مخلوق کی تڑپ دیکھے گا، جب آنحضرت ﷺ کی امت کے لئے تڑپ دیکھے گا، جب اپنے دین کی اشاعت کے لئے تڑپ دیکھے گا اور اس مقصد کے حصول کے لئے تڑپ سے کی گئی دعاؤں کو دیکھے گا تو یقیناً ہماری دوسری ضروریات کو اپنے وعدے کے مطابق خود بخود پورا فرمائے گا۔

پس رمضان کے یہ جو باقی چند دن ہیں، اپنی روحوں کو زندہ کرنے کے لئے، اُمّتِ مسلمہ کی زندگی کے لئے اور انسانیت کی زندگی کے لئے خاص دعاؤں میں ہم گزاریں تو ہم یقیناً ایک بہت بڑے انقلاب کو برپا ہوتا دیکھیں گے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ خود رؤیا صادقہ کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنے مسیح کی آمد کی خبر دے رہا ہے اور یہ ایک جگہ نہیں دنیا میں کئی اور جگہوں پر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود سعید فطرت لوگوں کو جگا رہا ہے۔ دراصل یہ تو اس فانی فی اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جس نے اپنی دعاؤں سے آج سے 1400 سال پہلے لاکھوں مُردوں کو تھوڑے دنوں میں زندہ کر دیا تھا اور آج آپ ﷺ کے عاشق صادق کا زمانہ بھی انہی دعاؤں کا فیض پا رہا ہے جو آپ ﷺ نے اپنے عاشق صادق کے زمانے کے لئے کی تھیں۔ دراصل یہ زمانہ بھی آنحضرت ﷺ کا زمانہ ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ تو آپ کی بعثت سے شروع ہو کر اب قیامت تک پر حاوی ہے۔ پس یہ ہمارا زمانہ بھی آنحضرت ﷺ کا زمانہ ہی ہے۔ پس ہم تو اگر اپنی کوشش کریں گے اور ان کوششوں اور دعاؤں سے اپنے آپ کو اور انسانیت کو زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کوئی کامیابی دیکھنے والے ہوں گے تو وہ ہماری کسی بڑائی یا ہماری دعاؤں یا کسی کام کا اثر نہیں ہوگا بلکہ آقا و غلام سے اللہ کے کئے گئے وعدوں کی وجہ سے ہوگا۔ ہماری دعائیں اگر بار آور ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے اپنے محبوب اور اس کے عاشق صادق سے کئے گئے وعدے کے مطابق ہوں گی اور پھر اس بارانِ رحمت سے ہم بھی فیضیاب ہو رہے ہوں گے۔

پس ان بقیہ دنوں میں غلبۂ اسلام کے لئے، مسلم اُمّہ کی روحانی زندگی کے لئے، اور ان کے روحانی زندگی سے بھرپور مقام حاصل کرنے کے لئے، اپنی روحانیت کے لئے اور اپنی زندگیوں کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے ہر احمدی کو بہت دعائیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گوشت کے استعمال کا صحیح طریق

(ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب)

گوشت ہمارے دستر خوان کی ایک بنیادی ضرورت سمجھا جاتا ہے۔ اس میں ہمارے جسم کے لئے ضروری وٹامن بھی موجود ہیں۔ مگر ہمارے ہاں گوشت کی غذائیت اور اہمیت سے زیادہ لوگوں کو آگاہی حاصل نہیں ہے۔ بعض خواتین گوشت کو محفوظ کرنے سے لے کر اسے پکانے کے طریقوں سے بالکل نابلد ہوتی ہیں۔ خواتین گوشت کی غذائیت کو اکثر ضائع کر دیتی ہیں۔ زیادہ دیر تک اسے دھونے اور کھلا رکھ کر پکانے سے وٹامن ضائع ہو جاتے ہیں۔ بیماریوں سے بچاؤ اور تحفظ کے لئے گوشت کی صفائی کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ بعض خواتین ویسے ہی گندے گوشت کو پکا لیتی ہیں اور جو خواتین اس بات کا خیال رکھتی ہیں تو انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ گوشت کو کس طرح سے اور کتنی دیر تک پانی میں رکھ کر صاف کرنا چاہئے۔ بسا اوقات اسے گھنٹہ بھر کے لئے بھگو دیا جاتا ہے۔ یا چربی کے ساتھ ہی پکا لیا جاتا ہے جو کہ صحت کے لئے نہایت مضر ہے۔ گوشت کو زیادہ دیر تک پانی میں نہیں رکھنا چاہئے اور نہ اسے مل مل کر دھونا چاہئے کیونکہ اس سے گوشت میں موجود وٹامن ضائع ہو جاتے ہیں۔ قربانی کے لئے جب بکرے کی کھال اتر جاتی ہے تو اسے لٹکا کر دھو لینا چاہئے یا گیلے تولیے سے اس کی صفائی کر لینی چاہئے اور فالتو چربی اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قصاب کے اوزار اور گوشت بنانے والی جگہ صاف ہونی چاہئے۔ اگر اسے دوبارہ نہ بھی دھویا جائے تو بھی ٹھیک ہے۔ قربانی کے گوشت کو زیادہ تر نارمل ٹمپریچر میں رکھنا چاہئے اور کچن میں اگر نہ رکھیں تو بہتر ہے کیونکہ کچن کا ٹمپریچر نارمل نہیں ہوتا اور کوشش کرنی چاہئے کہ اسے جلد از جلد فریز کر لیا جائے۔

گوشت کو گندگی اور مکھیوں سے محفوظ رکھیں۔ گوشت کو فریز کرنے کے لئے ایک بڑا سا پیکٹ بنا لیں، سالم ران یا بڑے بڑے گوشت کے ٹکڑے فریز نہ کریں۔ بلکہ روزانہ کی ضرورت کے مطابق پیکٹ بنا لیں تا کہ سارا گوشت روزانہ باہر نہ نکالنا پڑے۔ کیونکہ بار بار پانی پڑنے سے اس میں موجود آئرن اور دیگر غذائی اجزا ضائع ہو جاتے ہیں۔ بعض خواتین گندہ گوشت ہی فریز کر دیتی ہیں اور جب پکانا ہوتا ہے تبھی اسے اچھی طرح مل مل کر دھوتی ہیں۔ اس سے گوشت میں بیکٹیریا اور نقصان دہ وائرس پیدا ہوتے ہیں جو ٹھنڈے گوشت پر پانی پڑنے سے تیزی سے حرکت میں آ جاتے ہیں اور نہایت مہلک بیماریوں کو جنم دیتے ہیں۔ گوشت کو سفید لفافوں میں ہی فریز کرنا چاہئے۔ رنگین لفافوں میں موجود زہریلے مادے گوشت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خواتین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ پکے ہوئے گوشت کو کچے گوشت سے الگ رکھنا چاہئے اور پکے ہوئے گوشت کو جب ایک بار گرم کر لیا جائے تو کوشش کریں کہ اسے دوبارہ فریز نہ کریں کیونکہ وہ دوبارہ کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ عموماً عید پر خواتین سارے گوشت کو اکٹھا ہی رکھ دیتی ہیں۔ مثلاً کلیجی، قیمہ، ہڈیاں، چربی وغیرہ کو اور جب پکانا ہوتا ہے تو بار بار پانی میں ڈالنا پڑتا ہے اس لئے پہلے ہی سارے گوشت کے حصے بنا لیں اور حسب ضرورت فریزر سے نکال لیں۔ گوشت کو فریزر کے بالکل نیچے رکھیں۔ جہاں زیادہ دیر تک برف موجود ہوتا کہ بجلی جانے پر بھی گوشت نرم نہ پڑے اور اس پر برف برقرار رہے۔ اگر گوشت میں سے کسی قسم کی بدبو آئے یا رنگت بدل جائے تو اسے بالکل نہ پکائیں کیونکہ یہ بیکٹیریا پیدا ہونے کی علامتیں ہیں۔ ایسی غذا بسا اوقات جان لیوا بھی ثابت ہوتی ہے۔ تھوڑے سے گوشت کی خاطر اپنی جان نہ گنوائیں۔ ایسی خراب چیز اپنے ملازموں کو بھی نہ دیں فریزر میں عموماً گوشت ایک سے ڈیڑھ ماہ تک محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات پکے ہوئے گوشت کو جب گرم کیا جاتا ہے تو اس میں عجیب سی بدبو یا جھاگ سی بن جاتے ہیں۔ ایسی خوراک کو بھی ضائع کر دیں۔ خواتین کو چاہئے کہ عید کے موقع پر زیادہ مصالحوں والے پکوان تیار نہ کریں بلکہ ہلکا ہلکا مصالحہ ڈال کر پکائیں تا کہ کھانے والے کو زیادہ بدہضمی یا فوڈ پوائزننگ جیسے مسائل سے دوچار نہ ہونا پڑے کیونکہ اکثر بچے اور بزرگ عید کے بعد زیادہ کھانے اور مرغن غذا کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں اور عید کے گوشت کو پکا کر زیادہ دیر تک فریز نہ کریں۔

گھانا میں خدمات بجالانے والے مبلغین، ڈاکٹرز، ٹیچرز کے لئے ضروری اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ گھانا خلافت جوبلی کے موقع پر خلافت جوبلی سووینیئر شائع کر رہی ہے۔ اس سووینیئر کی اشاعت کے سلسلہ میں ان تمام احباب کی تصاویر درکار ہیں جنہوں نے گھانا میں کسی بھی رنگ میں خدمت سلسلہ بجالانے کی توفیق پائی ہے۔ خواہ وہ بطور مبلغ سلسلہ، بطور ڈاکٹر یا بطور ٹیچر یا کسی بھی رنگ میں ہو۔ احباب کرام یہ تصاویر بوساطت وکالت تبشیر یا براہ راست درج ذیل ایڈریس پر بھجوا سکتے ہیں۔ تصویر کا سائز 5X7 ہونا چاہئے اور یہ تصاویر ہمیں امسال ماہ اکتوبر کے آخر تک موصول ہو جانی چاہئیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

حمید اللہ ظفر (پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا)

Ahmadiyya Muslim Missionary Training College

P.O.Box 230, Mankessim, C/R, GHANA.

Tel: 00 233 2426 12793 / 00 233 244 141240

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:مسجد نصرت جہاں کی جوبلی
تقریبات از صفحہ نمبر 4

بہت ہی خوبصورت پایا۔HAARDER وزیر موصوف نے جماعت احمدیہ کی اس امر پر تعریف کی اور خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ نے تمام لوگوں کے لئے مسجد کے دروازے کھول کر ڈینش معاشرہ کے درمیان افہام وتفہیم کی راہ ہموار کی ہے۔ جناب سفیر صاحب نے (اپنی تقریر میں)ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا کہ HVIDOVRE میں امن سے محبت کرنے والے مسلمان’’ اور وسیع حوصلہ والا ڈنمارک‘‘ جو اُس وقت مسجد بنانے پر متفق ہوئے۔

احمدیہ جماعت جو ڈنمارک میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں انہیں پاکستان اور بنگلہ دیش میں مخالفت کا سامنا ہے۔ دونوں مما لک میں ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے تاہم اقلیت میں ہیں۔ نہ تو شیعہ مسلمان اور نہ ہی سنی مسلمان انہیں سچے مسلمان تسلیم کرتے ہیں کیونکہ احمدی آنحضرتؐ کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب ...... کو مانتے ہیں۔ گزشتہ سال تک صرف ایک ہی ڈینش ترجمہ قرآن تھا جو ڈینش احمدی عبدالسلام میڈسن نے کیا تھا۔ دوسرے مسلمان اس ترجمہ کو اختلاف کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اگرچہ دیگر مسلمانوں کو بھی مدعو کیا گیا ہے مگر وہ اس موقع پر نہیں آئے۔ تاہم اس کے باوجود مسجد بھری ہوئی ہے۔ اور مسجد کے سامنے گراسی پلاٹ میں چکن، جوس اور دیگر ماکولات سے مہمانوازی کی جارہی ہے۔

سورج اس موقع پر اپنی مسکراہٹ کی کرنیں مہمانوں اور میز بانوں پر نچھاور کر رہا تھا۔ اور سب ہی ایک دوسرے سے ڈینش بول رہے تھے کیونکہ یہ احمدی مسلمانوں کی ایک خصوصی علامت ہے۔ نماز اور گفتگو دونوں ہی بالعموم ملکی زبان میں کی جاتی ہے کیونکہ 500 کی اس جماعت میں کئی ایک ڈینش بھی ہیں۔ ان میں سے ایک کمال کرو بھی ہیں جو ابتدا سے اس جماعت کے ساتھ ہیں۔ اپنی پرانی یادداشت میں سے ایک انہیں اب تک یاد ہے کہ جب مون گلسٹرو Mogens Glistrup جو کہ FREMSKRIDT PARTI کے لیڈر تھے (یاد رہے کہ یہ سیاسی پارٹی غیر ملکیوں اور خاص طور پر مسلمانوں کی شدید مخالف تھی اب یہ پارٹی نئے نام سے موسوم ہے) جب وہ مسجد میں مدعو تھے تو کمال کرو صاحب نے انہیں ایک بیج لگایا تھا جس پر لکھا تھا’’ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ تو Mogens Glistrup موصوف پریشانی کے عالم میں قریباً حواس ہی کھو بیٹھے۔

اخبار نے لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب واحد مسلمان نوبل انعام یافتہ کا تعلق بھی جماعت احمدیہ سے تھا جنہوں نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا۔ ‘‘

❁......ڈنمارک کے ایک اور نیشنل اخبار Berlingske نے بھی مسجد نصرت جہاں کی ایک بڑی تصویر نمایاں طور پر شائع کی، نیز لکھا۔

’’ کل مسجد نصرت جہاں میں عید کا سماں تھا۔ کئی سو افراد مسجد کی چالیس سالہ جوبلی منانے کے لئے مدعو کئے گئے تھے جن میں چرچ منسٹر اور Integration منسٹر بھی مدعو تھیں۔ ڈنمارک کی تاریخ میں اس مسجد کو سب سے قدیمی ہونے کا مقام حاصل ہے۔ 1967ء سے یہ مسجد اس ملک کے ابتدائی مسلمانوں کے اکٹھا ہونے کی جگہ ہے جس میں 120 افراد کے لئے جگہ ہے۔ اسی سال (1967) میں ہی قرآن کریم کا پہلا ڈینش ترجمہ شائع ہوا۔ یہ دونوں واقعات ڈینش کلچر اور معاشرے کی تاریخ کا اہم حصہ ہیں جن سے ڈنمارک میں اسلام کا تعارف ہوا۔ مسجد میں کثرت کے ساتھ زائرین آتے ہیں اور اوپن ہاؤس کے نام سے کئی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں اس طرح سوال و جواب کی مجالس بھی مسجد میں منعقد ہوتی ہیں۔‘‘

(Berlingske - 18 Augest 2007 p.12)

❁......اخبار NYHEDENS AVISN : (ڈنمارک کی سب بڑی فری تقسیم ہونے والی اخبار) نے اپنی اشاعت مورخہ 18/اگست کو جوبلی تقریبات کی ایک تصویر شائع کی اور لکھا کہ اس روز پولیٹیکل لیڈرز کی تقاریر، نمازِ جمعہ اور کئی ایک دلچسپ پروگرام منعقد ہوئے۔

❁...... اخبار Jyllands Posten نے مورخہ 19/اگست کو تقریبات کی ایک بڑی تصویر شائع کی جس کے ساتھ چالیس سالہ جوبلی، استقبالیہ پروگرام، منسٹر اور سفیر امریکہ کی مسجد آمد اور انکی تقاریر کا ذکر کیا۔

❁...... 22/اگست 2007ء کو اخبار HVIDOVRE AVIS (تعدادِ اشاعت 28,000) نے چالیس سالہ جوبلی کی خبر شائع کی اور ایک خوبصورت تصویر بھی دی جس میں مسجد کا سرسبز لان مہمانوں سے بھرا ہوا دکھائی دے رہا ہے` (تصویر پر نوٹ) شیعہ مسلمانوں کے بعد سنی مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ حمدی اقلیت میں ہیں پوری دنیا میں 200 ملین سے زائد ہیں۔ احمدی مسلمانوں کی اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔

مسجد میں وسیع پیمانہ پر انتظامات۔ مسجد میں ایک اہم دن۔ پہلے سے قائم غلط تصورات کا خاتمہ ہوا اور لاعلمی کی تصدیق ہوئی جب کہ مسجد نے وزراء سفراء اور عام شہریوں کا کھلے دل سے استقبال کیا۔ وزراء ملک گیر اور علاقائی سیاسی پارٹیوں کے راہنما Hvidovre میں مسجد نصرت جہاں کی چالیس سالہ جوبلی کی تقریب کے موقع پر جمع تھے۔ ہر طبقۂ فکر سے تعلق رکھنے والے جمِ غفیر نے احمدیہ جماعت کی فراخدلی کا مشاہدہ گنبد نما مسجد کے وسیع ہال میں کیا۔

چالیس سال قبل مکرم کمال یوسف صاحب نے احمدیہ جماعت کی نمائندگی میں نصرت جہاں مسجد کے سلسلہ میں کام کیا۔ اس مذہبی جماعت کے قائم رکھنے کی بنیاد ڈینش نَو مبایعین اور پاکستانی مسلمانوں سے ہوئی تھی یہ جماعت دیگر اسلامی مما لک میں اقلیت میں ہے جہاں دوسرے (مسلمان) احمدیوں کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے جس کی وجہ سے صرف پاکستانی اور نومبایعین ہی اس مسجد میں آتے ہیں۔

کئی وزراء نے تقاریر کیں جن میں سب سے پہلے چرچ منسٹر تھے جنہوں نے اس جماعت کو اس امر پر خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے ڈینش معاشرہ میں باہمی افہام وتفہیم کی فضا قائم کی۔ انہوں نے کئی ایک بار کھلے عام میٹنگز کرنے پر بھی خراج تحسین پیش کیا جس میں مسجد نے اپنوں اور غیروں کو تقاریر کے لئے مدعو کیا۔ وسیع حوصلہ اور تحمل مزاجی جو یہاں اس مسجد میں آنے والوں کی خاص خوبی ہے کے باعث یہاں کے نوجوان اور بوڑھے معلومات کے حصول میں دلچسپی رکھنے اور اس علاقہ کے باسیوں، سفراء اور سیاسی لیڈروں کے لئے خوب معلومات مہیا کر رہے تھے۔ جیسا کہ بھوک کی وجہ سے سب کے سب ایک پاکستانی کھانے میں اکٹھے شریک تھے۔ یہ خراج تحسین ان نوجوانوں کے لئے بطور خاص ہے جو انٹی گریشن کے لئے Hvidovre میں بہت کام کرتے ہیں۔ اس موقع پر انٹی گریشن منسٹر نے بہت مختصر تقریر کی اور انہوں نے دلی مبارکباد دی۔

اہم الفاظ اور اہم شخصیات : بشپ جان لِنڈ ہاٹ (Jan Lindhaardt) امریکن سفیر جیمز پی کین (James P. Cain) پروفیسر یورگن بِک سمونسن (Jørgen Bæk Simonsen) دیگر اہم سیاسی شخصیات ناصر قادر ممبر پارلیمنٹ، کمال قریشی ممبر پارلیمنٹ اور رُشی رشید (ریجن میں مشہور شخصیت) پرنیلے فالکن (Pernille Falcon) ممبر پارلیمنٹ اس دن کے خصوصی پرگرام تقاریر۔ سلائیڈ شو۔ اور نیز اختتام پر کمال یوسف اور پروفیسر Jørgen Bæk Simonsen کے ساتھ مجلس سوال وجواب تھی۔

(HVIDOVRE AVIS 22 Augest 2007.)

❁......ڈنمارک کی ایک اور اخبار Horsens Folkeblade نے بھی تقریب کے اگلے روز تصویر کے ساتھ خبر شائع کی۔

نیشنل اور لوکل ریڈیو سٹیشنوں نے بھی چالیس سالہ جوبلی کا ذکر اپنی نیوز بلٹن میں کیا۔

لوکل ریڈیو پر انٹرویو

لوکل ریڈیو نے قریباً 25 منٹ کا ایک خصوصی پروگرام دیا جو ڈائریکٹر آف لوکل سکول کے 40 سالہ جوبلی اور جماعت احمدیہ کے بارے میں تاثرات پر مبنی تھا۔

انٹرنیٹ

مسجد نصرت جہاں کی چالیس سالہ جوبلی سے متعلق تصاویر، انٹرویوز، اخبارات میں شائع ہونے والی نیوز، انٹرنیٹ پر ہیں۔ علاوہ ازیں کثیر تعداد میں بلاگ پوسٹ BLOGPOST نیٹ پر موجود ہیں۔ چونکہ انٹرنیٹ کی ہیئت ایسی ہے کہ مکمل تجزیہ پیش کرنا بہت مشکل ہے اور پھر ڈینش زبان میں سارا مواد ہے اس لئے مکمل رپورٹ پیش کرنا عملاً ممکن نہیں۔

الغرض ممبرانِ پارلیمنٹ کی ایک بڑی تعداد مسجد میں جوبلی کی تقریبات میں شمولیت کے لئے آئی جنہیں مدعو کیا گیا تھا۔ اور ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا کہ اتنی بڑی تعداد میں وہ ڈنمارک میں کسی مسجد میں گئے ہوں۔ اسی طرح تاجر، لیڈرز اور کلچرل شخصیات بھی۔ اور یہ تو شاذ ہی ہوتا ہے کہ دو وزیر مملکت ایک ہی تقریب میں آئیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام واحمدیت کا پیغام حکومتِ وقت اور ملک کی کثیر آبادی تک پہچانے میں اس سے بہت مدد ملی ہے۔

نمائش:

اس موقع پر مسجد نصرت جہاں کی تاریخ اور خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دورہ جات ڈنمارک سے متعلق ایک جدید طرز کی خوبصورت اور دلکش اور معلوماتی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ وزراء، سفیر امریکہ اور ممبران پارلیمنٹ نے نہایت دلچسپی سے اس نمائش کو دیکھا۔ اس طرح انہیں اسلام واحمدیت کا مزید تعارف کروانے کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں دیگر تمام مہمانان کرام نے نمائش کو بڑے شوق اور انہماک سے دیکھا اور مزید معلومات حاصل کیں۔ خواتین نے بھی نمائش دیکھی۔ اکثر مہمانوں نے نمائش کی تعریف کی اور اس کام کو سراہا۔ یہ نمائش بہت کم وقت میں تیار ہوئی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا معیار بہت اعلیٰ تھا۔ اس نمائش کی تیاری اور پلاننگ مکرم ہمایوں بٹ صاحب نے کی جبکہ بعض دیگر خدام نے بھی ان کی مدد کی۔ پرنٹنگ کے سلسلہ میں سیکرٹری اشاعت مکرم عطاء القادر صاحب نے تعاون کیا۔ فجز اھم اللہ احسن الجزاء۔

علاوہ ازیں مختلف زبانوں میں تراجم قرآن اور دیگر لٹریچر بھی نمائش کا اہم حصہ تھا۔

DVD تاریخ احمدیت ڈنمارک

شعبہ سمعی بصری نے اس موقع پر ایک DVD تیار کی جس کو پروجیکٹر کے ذریعہ پیش کیا گیا۔ اس میں ڈنمارک مشن کی تاریخی لحاظ سے بعض نادر تصاویر کا انتخاب کیا گیا تھا۔ نیز 1967ء میں مسجد نصرت جہاں کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وڈیو فلم بھی شامل کی گئی۔

INTEGRATION منسٹر Ms. Rikke Hvlshøj کی آمد

2:50 منٹ پر خاتون وزیر موصوف مسجد میں تشریف لائیں۔ مسجد کے بیرونی گیٹ پر ان کا استقبال مکرم امیر صاحب ڈنمارک اور مکرم سیکرٹری صاحب امور خارجہ نے کیا۔ وزیر موصوف نے چند منٹ تقریر کی جس میں انہوں نے اس پروگرام میں شمولیت پر شکریہ ادا کیا اور تمام حاضرین کو چالیس سالہ جوبلی کی مبارکباد پیش کی۔ اس کے بعد وزیر موصوف خواتین میں تشریف لے گئیں اور وہاں بھی تقریر کی۔ اور آخر میں نمائش دیکھی اور اس میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

نارتھ (NORDEN) میں اسلام

15:15 پر ایک پینل debate کا اہتمام تھا جس کے لئے محترم پروفیسر Jørgen Bæk Simonsen (جنکا تعارف اوپر گزر چکا ہے) کو دعوت دی گئی تھی۔ پینل میں پروفیسر صاحب موصوف اور محترم مولانا کمال یوسف صاحب شامل تھے۔ احباب نے اس پروگرام کو دلچسپی سے سنا اور علمی اور معلوماتی سوالات سے مستفید ہوئے۔

پونے پانچ بجے اس تقریب کے ختم ہونے پر تمام معزز مہمانوں کی خدمت میں ڈنر پیش کیا گیا۔ اکثر مہمانان کرام نے سارے پروگراموں کو بہت سراہا اور شمولیت پر شکریہ ادا کیا۔

مہمانوں کی طرف سے پھولوں کے تحائف

لوکل کونسل کی میئر نے بعض مصروفیات کے باعث شمولیت سے معذرت کی تھی تاہم انہوں نے مبارکباد کا پیغام اور کونسل کی طرف سے پھولوں کا تحفہ بھجوایا۔ اسی طرح لوکل کونسل نے اس خوشی کے موقع پر ڈسٹ بن اٹھوانے کا ازخود انتظام کیا اور انہوں نے کہا کہ وہ اس کے کوئی چارجز نہیں لیں گے کیونکہ یہ مسجد کی چالیس سالہ جوبلی ہے۔ فجز اھم اللہ

بعض مہمان جنہیں مدعو کیا گیا تھا۔ اور جو اپنی مصروفیات کے باعث تشریف نہ لا سکے انہوں نے مبارکباد کے پیغامات اور پھولوں کے تحائف بھجوائے۔ اسی طرح لوکل چرچ ہمسایوں اور لوکل سکول کی طرف سے بھی مبارکباد کا پیغام اور پھولوں کے تحائف موصول ہوئے۔

الحمدللہ کہ اس سارے پروگرام کی کامیابی پر جس قدر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور اس تقریب میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی۔

قارئین کرام سے جملہ کارکنان کے لئے جو گزشتہ دو ماہ سے غیر معمولی طور پر دن رات خدمات بجالاتے رہے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تقریب کے دورس نتائج پیدا فرمائے۔ آمین!

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

قسط نمبر 15
(آخری قسط)

جماعتی کاموں میں حصہ لینے اور تبلیغ کرنے سے مضبوطی آتی ہے

خدا تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے۔
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوْاللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ (سورۃ محمد:8)

(ترجمہ): اے مومنو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا۔

یہاں جو اللہ کی مدد کرنے کا ذکر ہے اس پر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کسی مدد کا محتاج نہیں۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے کہ میں غنی ہوں اور صمد ہوں''۔

گویا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے دین کی خدمت اور مدد کرتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو مضبوط کرتا ہے۔ جماعتی کاموں میں حصہ لینے سے اور تبلیغ سے قومی اور شخصی مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''مدینہ میں ایک بار آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی مردم شماری کروائی تو ان کی تعداد 700 تھی۔ صحابہ نے خیال کیا کہ شاید آپ نے اس واسطے مردم شماری کروائی ہے کہ آپ کو خیال ہے کہ دشمن ہمیں تباہ نہ کردے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اب تو ہم 700 ہو گئے ہیں کیا اب بھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ کوئی ہمیں تباہ کردے گا۔ مگر آج صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں مگر حالت یہ ہے کہ جس سے بھی بات کرو اندر سے کھوکھلا معلوم ہوتا ہے اور سب ڈر رہے ہیں کہ معلوم نہیں کیا ہو جائے گا۔ کجا تو 700 میں اتنی جرأت تھی کجا آج سات کروڑ بلکہ دنیا میں چالیس کروڑ مسلمان ہیں مگر سب ڈر رہے ہیں اور یہ ایمان کی کمی کی وجہ سے ہے۔ جس کے اندر ایمان ہوتا ہے وہ کسی سے ڈر نہیں سکتا۔ ایمان کی طاقت بہت بڑی ہوتی ہے''۔

(مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ 274)

صبر کرنے سے مضبوطی آتی ہے اور مضبوطی سے صبر ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت جوبلی کے سلسلے میں جماعت کو جو دعائیں پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے اُن میں ایک دُعا یہ بھی ہے۔
رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَاعَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (البقرۃ 251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب ہم پر قوتِ برداشت نازل کر اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ان کافروں کے خلاف ہماری مدد کر۔

یعنی ہم صبر کریں گے تو ہمارے میں مضبوطی آئے گی اور پھر خدا کی مدد سے ہم اتنے مضبوط ہو جائیں گے کہ کافر قوم سے مقابلہ کرسکیں گے۔ صبر کوئی معمولی بات نہیں ہے، نہ ہی کوئی چٹی جو ہمیں پوری کرنی ہے۔ صبر ایک عظیم نعمت ہے جو خدا کی طرف سے مومن کو ملتی ہے۔ ہم نے صبر نہ کرنے والے لوگوں کو انتہائی مصیبت میں دیکھا ہے۔ وہ اپنی جنت کو جہنم بنا لیتے ہیں۔ ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں، خود مر جاتے ہیں یا کسی کو مار دیتے ہیں، چیزیں توڑتے ہیں یا چیختے چلاتے ہیں۔ خود سے باتیں کرتے ہیں، چیزوں کو ٹھوکر مارتے ہیں۔ اپنا اور دوسروں کا جینا حرام کردیتے ہیں اور یہ سب صبر نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو کھانا کھانے میں، سونے میں، گھر میں، باہر غرض کہیں مزا نہیں آتا۔ لوگ ان سے دور بھاگتے ہیں۔

شروع میں وہ لوگ اپنے پر بلا وجہ ترس کھا رہے ہوتے ہیں۔ بعد میں اُن کی حالت سچ مچ قابلِ رحم ہو جاتی ہے۔ شروع میں جب ایسے لوگ اپنی تکالیف بیان کرتے ہیں تو لوگ ہمدردی کرتے ہیں مگر کچھ عرصہ بعد لوگ تنگ آجاتے ہیں۔ ایک ریسرچ کے مطابق
"whereas, intiality, the display of self pity may evoke empathy from pervasive self pity will not. On the contrary people who show pervasive self pity are most likely to be rejected. Even for individuals who suffer from chronic illness. The period of time is quite limited during which the social environment will allow for a display of self pity. After which, people are expected to accept their fate, stop complaining and carry on with their lives".
(Page no. 186 from Research self pity, exploring the links to personality control beliefs and Anger Joachim Stöber, Martin Luther University of Halle Wittenberg)

(ترجمہ): جبکہ شروع میں خود پہ ترس کھانے کا اظہار لوگوں کی توجہ اور ہمدردی کو کھینچتا ہے۔ مگر مستقل طور پہ خود پہ ترس کھانا ایسا نہیں کرتا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو مستقل خود پہ ترس کھاتے ہیں عام طور پہ لوگ ان کو مسترد کردیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو پرانی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں ان کے لئے وہ وقت بہت محدود ہوتا ہے جس میں معاشرہ ان کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ خود پہ ترس کھائیں۔

کچھ عرصے بعد ان لوگوں سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی قسمت کو قبول کرلیں، شکایت کرنا چھوڑ دیں اور اپنی زندگی گزاریں۔

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صبر کرو یہ نہیں کہ پہلے خوب واویلا مچایا پھر صبر کیا بلکہ مصیبت کے شروع کے لمحوں میں بھی صبر کرو۔ یہ بات انسان کو بیحد جذباتی مضبوطی عطا کرتی ہے۔ صبر نہ کرنے والوں کے لئے اپنی زندگی ایک بھاری پتھر کی طرح ہو جاتی ہے۔ انسان کی اپنی روح اپنا جسم اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ صبر نہ کرے۔ کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔

اس کے برعکس خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَ مْوَالِ وَالْاَ نْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔ وَبَشِّرِالصّٰبِرِیْنَ۔ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اُوْلٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ۔ وَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔

(سورۃ البقرہ آیات 156 تا 158)

(ترجمہ) اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ذریعے ضرور آزمائیں گے۔ اور اے رسول تو صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادے۔ جن پر جب بھی کوئی مصیبت آئے (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

یعنی خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کو برکتوں اور رحمتوں کی بشارت دیتا ہے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ خدا کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں پا کر کوئی شخص جذباتی کمزوری کا شکار کیسے رہ سکتا ہے۔ مگر جب ہم اپنے آپ کو کمزور محسوس کرتے ہیں مقابلہ نہیں کر سکتے تو کہتے ہیں کہ ہم نے صبر کیا۔ مگر صبر کا مطلب کمزوری اور بے چارگی ہرگز نہیں ہے۔

صبر کا مطلب ہے کہ انسان میں مضبوطی ہو، طاقت ہو مگر وہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنا ہاتھ روک لے۔ اپنا حق موقع محل کے حساب سے کبھی لے لے کبھی چھوڑ دے۔ مگر بزدلی سے اور کڑھ کڑھ کر نہیں بلکہ مضبوطی اور خوشی سے۔

حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:
''صبر کا مطلب مصیبت کی برداشت کا ہوتا ہے۔ اختلافات کو نظر انداز کرنے کا ہوتا ہے اور مشکلات کے باوجود نیک کاموں میں لگے رہنے کا ہوتا ہے''۔

(تقریر سیرِ روحانی نوبت خانے)

بچوں کو بچپن سے صبر کرنے کی عادت ڈالیں۔ اگر کسی سے لڑائی ہو جائے تو بعض بچے بے صبرے پن سے کہتے ہیں کہ فلاں نے مجھے مارا، یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ اور کئی بار والدین فوراً جذباتی ہو کر دوسرے سے لڑ پڑتے ہیں۔ یہ غلط طریق ہے۔

جب بچے غصّے میں ایک دوسرے کی شکایت لگائیں تو تحمل برداشت سے کام لیں اور پوچھیں کہ تم نے کیا کیا تھا۔ میرا بھانجا روتا ہوا اپنی ماما کے پاس آیا کہ ایک بچے نے تھپڑ مارا ہے۔ میری بہن نے کہا تم نے کیا کیا تھا۔ اس نے کہا مَیں نے مکّا مارا ہے۔ اس کی ماما نے کہا: حساب برابر، اب رو کیوں رہے ہو۔

بچوں کی بیجا طرف داری نہ کریں۔ ان کو اپنے جھگڑے خود نبٹانے دیں۔ اس سے بچے مضبوط ہونگے اور خود پہ ترس نہیں کھائیں گے ورنہ وہ ساری عمر حمایتیں ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں ان کی طرفداری نہیں کر سکتے، ان کی ڈھال نہیں بن سکتے تو وہ والدین سے ناراض ہو جاتے ہیں اور خود پہ ترس کھاتے ہیں۔

ایسا ایک کیس میرے پاس آیا وہ 18 یا 19 سال کا لڑکا تھا اور اپنی بیوہ والدہ کو بہت تنگ کرتا تھا، ناراض رہتا تھا۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ اس کو والدہ سے کیا شکایت ہے؟ اس نے کہا کہ میری بھابھیاں بھائی مجھے برا بھلا کہتے ہیں۔ اور میری والدہ میرا بچاؤ نہیں کرواتیں، مائیں تو شیرنی کی طرح بچوں کو بچاتی ہیں۔ مَیں نے کہا: اب تم بچے نہیں ہو بڑے ہو گئے ہو اور تمہاری والدہ بے حد کمزور اور بیمار ہیں۔ اب وہ تمہاری ڈھال نہیں بن سکتیں۔ اب تمہیں ان کے لئے ڈھال بننا ہے۔ انشاء اللہ۔ مگر اس کو میری بات سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ مسلسل خود پہ ترس کھا رہا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو بچپن میں حد سے زیادہ حفاظت دی گئی تھی اور صبر تحمل نہ سکھایا گیا اور مضبوط نہ بنایا گیا تھا۔

ایسے بچے کئی بار والدین کا بڑھاپا خوار کر دیتے ہیں۔ ان میں اتنا صبر، تحمل، برداشت، مستقل مزاجی، مشقت کی عادت ہوتی ہی نہیں کہ بوڑھے والدین کو سنبھال سکیں۔ ان کے بوڑھے والدین کو کبھی ایک بچے کے پاس اور کبھی دوسرے کے پاس رہنا پڑتا ہے۔ اگر والدین کو ہسپتال لے جانا پڑے تو ایسے لوگ تنگ آجاتے ہیں۔ اس سے والدین اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے، اس کے قویٰ کمزور ہوتے ہیں، اس کا دل چاہتا ہے کہ اس کا کوئی مستقل ٹھکانہ ہو جہاں وہ اندھیرے میں بھی ہاتھ مارے تو اس کو معلوم ہو کہ اس کی عینک کہاں ہے، دوائی کہاں ہے۔

کئی بار خود پر ترس کھانے والے بچوں کے والدین بڑھاپے میں بہت تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ وہ دربدر ہو جاتے ہیں اور بچے یہ سوچتے بھی نہیں کہ کبھی ہم بھی بوڑھے ہونگے۔ پھر مکافاتِ عمل شروع ہوگا اور ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا۔ والد اور والدہ مل کر سات آٹھ بچوں کو سنبھالتے ہیں اور اُف تک نہیں کرتے مگر سات آٹھ بچے مل کر بھی دو بوڑھے والدین کو نہیں سنبھالتے اور جگہ جگہ شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے والدین سے ہمیں یہ مسئلہ ہے، وہ مسئلہ ہے۔

بچے جب چھوٹے ہوتے ہیں تو ماں اور باپ کا موڈ یا حالات دیکھے بغیر والدین سے کھانا، کپڑا، ہر

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

ضرورت کی چیز مانگتے ہیں۔مگر جب والدین بوڑھے ہوجاتے ہیں تو ان کو بچوں کا موڈ اور مزاج دیکھ کر بات کرنی پڑتی ہے۔ایک والدہ نے کہا کہ جب مجھے کوئی ضرورت ہو تو مَیں انتظار کرتی ہوں کہ میرے بچے کا موڈ اچھا ہو تو مَیں پھر بات کروں۔ان کے بچے کے مزاج میں بےصبرا پن ہے اور تحمل نہیں ہے۔

نازک مزاجی انسان کو کمزور کرتی ہے

جس میں صبر، برداشت، تحمل، اور وقار ہو اس میں عام طور پر نازک مزاجی نہیں ہوتی۔ہم نزاکت اور نازک مزاجی کی وجہ سے خوشی کے بےشمار لمحے ضائع کر دیتے ہیں۔کسی خاتون کو حلقے کے اجلاس میں جب کسی کی بات بری لگی تھی۔کئی سال گزر گئے۔ان پہ اور ان کے بچوں پہ خدا تعالیٰ نے بےشمار فضل کئے مگر وہ اس بات کو نہیں بھولتیں۔معذرت بھی کی گئی۔بات آئی گئی بھی ہوگئی۔اتنی بڑی بات بھی نہ تھی۔ اُن کو بہت سمجھانے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے لوگوں سے ملنا جلنا کم کردیا اور اجلاسوں میں جانا بہت کم کردیا۔اُن کا بےحد نقصان ہوگیا ہے۔اُن کے بچے تربیتی پہلو سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر وہ ایک معمولی بات کو چھوڑنے پہ تیار نہیں ہیں۔ اجلاسوں پہ آنے والے لوگوں کو جو روحانی خزائن ملتے ہیں محض خود پر ترس کھانے کی وجہ سے اور صبر، تحمل نہ ہونے کی وجہ سے وہ ان خزائن سے محروم ہوگئی ہیں اور ان کو یہ احساس بھی نہیں ہے کہ انہوں نے کیا کھودیا ہے۔

ایک خاتون کی بیٹی نے اجلاس کے بعد کسی کو کھانے کی کوئی چیز دی، انہوں نے نہ لی۔معلوم نہیں کیوں نہ لی۔ہوسکتا ہے وہ بیمار ہوں اور نہ کھا سکتی ہوں۔مگر اس خاتون نے ہمیں کہا کہ انہوں نے میری بیٹی کی سخت بےعزّتی کی ہے۔آپ انکوائری کریں ورنہ میں خود دیکھ لوں گی۔ہم نے اُن کو سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ پہ اور آپ کی بیٹی پہ خدا کے بےشمار فضل ہیں اتنی چھوٹی بات پہ پریشان نہ ہوں، خوش رہا کریں۔جنہوں نے کھانا نہ لیا، وہ بیمار تھیں اس لئے نہ لیا، ناراض نہ ہوں۔مگر ان کو صبر نہیں آرہا تھا حالانکہ وہ ایک پڑھی لکھی نیک خاندان کی خاتون ہیں۔

نزاکت ہماری اجتماعی زندگی کے لئے ایک زہر ہے۔اگر ہم نزاکت نہ کریں اور صبر، تحمل، برداشت سے کام لیں، ایسی باتوں کو سر کے اوپر سے گزار دیں اور بالکل نوٹس نہ لیں تو ہم خوشیوں سے جھولیاں بھر سکتے ہیں۔

ایک عورت پر کسی نے ایک پنجابی محاروہ بولا جس کا مطلب تھا کہ اس عورت کی نہ شکل اچھی ہے نہ صورت اور اپنے آپ کو معلوم نہیں کیا سمجھتی ہے، بڑی عہدیدار بنی پھرتی ہے۔اُس عہدیدار نے کہا خدا تعالیٰ ان کو معاف کرے میرا تو انہوں نے کچھ نہیں بگاڑا اپنا ہی نقصان کیا ہے کیونکہ ایسی بات کہہ کر گناہ کیا ہے۔ میری شکل تو اللہ نے اچھی بھلی مناسب بنائی ہے۔اُس نے کہا میری شکل پہ اعتراض کرکے یہ لوگ مجھے کمزور نہیں کرسکتے۔میری والدہ نے کہا تھا کہ زندگی میں پکے اور مضبوط رہو۔اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اُس عہدیدار کو بہت بڑی بڑی برکتیں دیں۔وہ برکتیں جن پہ لوگ رشک کرتے ہیں اور حسرت سے دعا کرتے ہیں کہ ان کو بھی ملیں۔لیکن اگر وہ چیختی چلاّتی یا سڑتی کڑھتی تو کیا ہوتا۔خدا اسے شاید یہ برکتیں نہ دیتا۔

ہم یہ یاد رکھیں کہ ہم نے مشتعل نہیں ہونا اور صبر کرنا ہے۔اگر ہمیں کوئی اشتعال دلائے تو نارمل رہیں، مشتعل ہو کر اشتعال دلانے والے کے جال میں پھنسنا بھی کمزوری کی نشانی ہے۔جذباتی طور پر کمزور خود پر ترس کھانے والے لوگوں کو کئی لوگ مشتعل کر کے کامیابی سے دور کر دیتے ہیں اور اپنے راستے سے ہٹا کر خود کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔

ہمیں میڈیکل کی اخلاقیات میں یہ بات پڑھائی گئی تھی کہ اشتعال میں نہیں آنا چاہیے ہمیں کوئی Provoke کرے تب بھی نہیں۔اور خاص طور پہ اگر بحیثیت ڈاکٹر عدالت میں گواہی دینے جانا ہو تو کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑنا۔چاہے مخالف وکیل کتنا زور لگائے۔

ایک بار میں عدالت میں بحیثیت ڈاکٹر گواہی دینے گئی۔مخالف وکیل مجھے بار بار کہنے لگا ڈاکٹر صاحبہ! آپ یہ کیوں کہہ رہی ہیں کہ ان حالات میں جرم کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔آپ یہ کیوں نہیں کہہ رہیں کہ جرم ہوا ہے۔مَیں نے کہا کہ شواہد بہت کمزور ہیں۔مَیں سمجھتی ہوں جرم کا شک کیا جاسکتا ہے مگر یقین سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ جرم ہوا ہے۔وہ بار بار کہہ رہا تھا آپ کہیں جرم ہوا ہے یا نہیں۔اور ساتھ مسکرا رہا تھا۔مجھے غصّہ آنے لگا کہ اس کو معلوم ہے شواہد کمزور ہیں، ہم صرف شک کر سکتے ہیں مگر یہ مجھے اشتعال دلا رہا ہے۔میرے پروفیسر کی بات مجھے یاد رہی کہ غصہ آئے تو خاموش ہو جانا۔مَیں خاموش ہوگئی اور غصّہ ضبط کرنے لگی۔وہ ایک کے بعد دوسرا سوال کئے جا رہا تھا۔ ہمارے پروفیسر نے کہا تھا غصّے میں تم غلطیاں کرو گے اور مخالف وکیل کو فائدہ ہوگا کیونکہ غصّے میں انسان کی عقل کام نہیں کرسکتی اس لئے تھوڑی دیر کچھ نہ بولنا۔میں خاموش ہوگئی تو میرے ساتھ کام کرنے والا ایک ڈاکٹر عدالت میں بیٹھا ہوا تھا۔اُس وکیل کے بار بار پوچھنے پہ اُس نے ایک دم کہا۔ڈاکٹر صاحبہ اس لئے نہیں کہہ سکتیں کہ یہ جرم ہوا ہے کیونکہ وہ چشم دید گواہ نہیں ہیں۔پھر مجھے یاد آیا کہ مجھے یہ کہنا چاہئے تھا۔اس بات پر وکیل نے جرح کرنی بند کردی۔غصّے کی وجہ سے یہ ایک جملہ مجھے یاد نہیں آرہا تھا۔

اشتعال سے بچنے کے لئے انسان تھوڑی دیر صبر کرے تو کمزوری کا لمحہ گزر جاتا ہے اور انسان بڑے نقصان سے بچ جاتا ہے ورنہ کئی بار تباہی آجاتی ہے۔کیونکہ بےصبرا پن اور غصّہ ہمیں منہ کے بل گرادیتا ہے۔

بچوں کو بچپن سے صبر کرنے کی عادت ہونی چاہئے۔اگر کھلونا ٹوٹ جائے یا کوئی چیز گم جائے یا دوست بچھڑ جائے تو اپنے اوپر اس بچے کو ترس نہ کرنے دیں۔اس کو کہیں دنیا میں کئی لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔بچے کو عادت ہو کہ مشکل میں ہمت سے کام کرے۔بےصبرا پن نہ کرے مگر چست ہو۔مشکل میں اور بیماری میں اُس میں چڑچڑا پن نہ آئے۔

اکثر بچے بیماری میں خود پر ترس کھاتے ہیں اور غیرضروری مراعات لے لیتے ہیں۔اس بچے کو کہیں کہ بہادر بنو، اس کو برداشت کرو اور مقابلہ کرو۔خود والدین بھی نروس نہ ہوں اور کمزوری نہ دکھائیں۔

کوئی نقصان ہو، کوئی صدمہ پہنچے یا کسی مصیبت کے وقت بچے کو کہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْ ن پڑھو۔ اسے اس کا مطلب سمجھائیں۔

جب انسان کو کوئی غم ملتا ہے تو اس کے دماغ میں ایک سینٹر ہوتا ہے جو اس کو کہتا ہے کہ اس غم کو بھولو، اس غم کو بھولو۔اس لئے خدا تعالیٰ نے صبر رکھا کہ انسان مالک کی رضا پر راضی ہے۔

مختلف لوگوں کا صبر مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔کوئی کم صبر کرتا ہے کوئی زیادہ کرتا ہے۔بعض انسان غم کو بھولنے کے لئے مختلف کام کرتے ہیں۔مثلاً بعض لوگ غم، پریشانی کی حالت میں زیادہ کھانا کھاتے ہیں۔ اصل میں ایسے لوگ اپنے مسائل چباتے ہیں۔پریشانی اور غم میں فوری طور پر باورچی خانے میں اور فریج کے قریب نہ جائیں۔کچھ لوگ زیادہ کھانا کھاتے ہیں اور کچھ لوگ چُھری سے اپنے آپ کو زخمی کرلیتے ہیں۔

خود پہ ترس کھانے والے کمزور لوگ غم کو اس لئے نہیں بھولنا چاہتے کہ ان کا ضمیر اُن کو ملامت کرتا ہے کہ تم نے فلاں غلطی کی یا گناہ کیا مثلاً چوری ہوگئی تو ضمیر کہتا ہے کہ وقت پر چندہ دے دیتے تو چوری نہ ہوتی۔تب وہ ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے اپنے آپ کو حق بجانب ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے مَیں بےچارہ میرے ساتھ یہ ہوا وہ ہوا۔یوں وہ غم کو تازہ رکھتا ہے کیونکہ غم کو بھولنے سے ضمیر اُس کے سامنے سوالیہ نشان بن کر کھڑا ہوجاتا ہے۔ لمبے عرصہ تک غم کو یاد رکھنا فطرت کے خلاف بات ہے۔

غم اور مصیبت اس لئے بھی آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مومن کو کوئی انعام دینا چاہتا ہے۔خدا تعالیٰ اُس کو آزما کر اُس کی تربیت کرتا ہے۔جیسے سُنار سونے کو بھٹی میں تپا کر کے کندن بناتا ہے۔خدا تعالیٰ اُس بندے کے ایمان کو صیقل کرتا ہے پھر انعام واکرام دیتا ہے اور سب سے بڑھ کر اپنا قرب دیتا ہے۔

یہ ہے تقدیر خاصانِ خدا کی ہر زمانے میں
کہ خوش ہو کر خدا اُن کو گرفتارِ بلا کردے

اکثر لوگ جو صبر نہیں کرتے وہ کئی مصیبتوں میں گرفتار ہوجاتے ہیں جو کہ پہلے غم سے دوگنی ہوتی ہیں۔ اگر پہلے غم پہ صبر کرلیں تو کہیں بہتر ہوتا ہے۔صبر نہ کرنے سے کوئی پاگل ہوجاتا ہے، کوئی مجرم بن جاتا ہے اِس لئے صبر خدا تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔

صبر کرنے سے مضبوطی آتی ہے اور مضبوطی سے صبر ہوتا ہے۔صبر کرنے والا انسان پُرکشش ہوتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے صبرِ جمیل یعنی خوبصورت صبر کا لفظ استعمال کیا ہے کہ پوری انشراح صدر سے صبر ہو، دکھاوے کا نہ ہو۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ۔ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُورِ (سورة لقمان:18)

(ترجمہ): (جو تنگی ترشی) تجھے پہنچے اس پر صبر سے کام لے۔یہ بات یقیناً بہت ہی ہمت والے کاموں میں سے ہے۔جو لوگ ہر وقت ہر جگہ پریشانیوں کا رونا روتے ہیں لوگ ان سے بچنا شروع کر دیتے ہیں۔

جو لوگ خود پر ترس کھاتے ہیں اور کمزور ہوتے ہیں وہ جلد بازی سے بھی بےحد نقصان اُٹھاتے ہیں۔انسان میں چستی ہو مگر جلد بازی اور بےصبرا پن نہ ہو۔جلد بازی سے کئے گئے فیصلے کئی بار انسانوں کو سالوں رُلاتے ہیں۔اس لئے سوچ سمجھ کر دعا کر کے فیصلے کرنے چاہئیں۔جب لوگ کہتے ہیں ہم نے تو ایک دن میں رشتے کا فیصلہ کرلیا تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ساری زندگی کا فیصلہ ایک دن میں کیسے ہو سکتا ہے۔

کئی بار لوگ جلد بازی میں کسی کے بارے میں اچھی یا بری رائے قائم کرلیتے ہیں۔یہ بھی غلط بات ہے۔

مکرمہ محترمہ آپا جان صاحبہ حرم حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: ”اپنی بہوؤں کو وقت دیں کہ وہ سسرال کا ماحول سمجھ سکیں۔ایک دم ان کے بارے میں رائے نہ قائم کرلیں“۔

بعض اوقات ہمیں فوراً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔فلاں نے یوں کیا اُس کی تو شروع سے نیت ہی خراب تھی۔یہ بےصبرا پن ہے اور بدظنی بھی ہے۔

ایک عورت کے سسرال میں کسی کی وفات ہوگئی۔ تب تک بہو سسرال سے اور سسرال والے بہو سے خوش تھے۔ وفات پہ ایک سسرالی عزیزہ آئی اور بہو کو کہنے لگی تمہارا خاوند تو ملک سے باہر ہے اس کو نہیں آنا چاہئے۔وفات تو ہو ہی گئی ہے اب اس کے آنے کا کیا فائدہ ہے۔بہو صدمے میں تھی اور کمزور تھی۔اس نے اس عورت کو منع نہ کیا اور خاموشی سے سنتی رہی۔بعد میں اس سسرالی عزیزہ نے اپنی سب باتیں بہو سے منسوب کردیں اور کہا کہ بہو تو اتنی لالچی ہے کہ یہ چاہتی ہی نہیں کہ اس کا خاوند گھر آئے بس یہ چاہتی ہے کہ خاوند کماتا رہے۔سسرال والوں نے فوراً بہو کے بارے میں رائے بدل لی کہ بہو تو لالچی ہے، بہو منحوس ہے، اس کے آنے کے بعد ہمارے خاندان میں یہ صدمہ آیا، وہ صدمہ آیا۔اور بہو کے آنے کے بعد جو خوشی اس گھر میں آئی تھی اس کو وہ بالکل ہی بھول ہی گئے۔بعد میں اس کا شوہر گھر آگیا۔دونوں نے مل کر حالات کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر رشتوں میں بہت دراڑیں پڑ گئی تھیں اور انجام کار دونوں کی علیحدگی ہوگئی۔

جب خدا ہماری کتنی غلطیاں، بیوقوفیاں معاف کرتا ہے، پردہ پوشی کرتا ہے اور برداشت کرتا ہے تو ہم ایک دوسرے کی غلطیاں کیوں نہیں معاف کرتے۔اور کون انسان ہے جو جرأت سے یہ بات کہہ سکے کہ اس نے زندگی میں کبھی کوئی بیوقوفی یا غلطی نہیں کی ہے۔اسی مضمون کا عربی کا ایک شعر ہے۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ مَا سَاءَ قَطّ
وَمَنْ لَہُ الْحُسْنٰی فَقَطْ

ہم خدا سے کس منہ سے معافی مانگنے جاسکتے ہیں جبکہ ہم لوگوں کی غلطیوں پر ان کو فوراً بدنیت قرار دے دیتے ہیں۔بدنیتی اور بیوقوفی میں بہت فرق ہوتا ہے۔

جلدی سے کسی کمزور، غلطی کرنے والے انسان کو بدنیت نہ بنا دیں۔اور جو لوگ کسی کو نیچا دکھانے کے لئے چالاکیاں کرتے ہیں یہ چالاکیاں کب تک ساتھ رہیں گی۔ایک دن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔خود ایک بات کر کے اسے دوسرے کی طرف منسوب کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔اور ایسے معاملات میں سننے والا انسان بھی بیجا لحاظ نہ رکھے۔اگر لگے کہ کوئی غلط بات کہہ رہا ہے تو نرمی مگر مضبوطی سے اس کی تردید کردے تا کہ کسی کو موقع نہ ملے کہ اس کی طرف بات منسوب کر کے آگے بیان کرتا پھرے۔

شکرگزاری سے مضبوطی آتی ہے

اپنے پر ترس کھانے والے کمزور لوگوں کا سب سے بڑا مسئلہ ناشکرا پن ہوتا ہے۔شکر کرنے والے لوگ اپنے پہ ترس نہیں کھاتے اور بے حد مضبوط ہوتے ہیں۔

شکر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو جو طاقتیں، صلاحیتیں اور وقت دیا ہے اس کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس کے دین اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے وقف کر دے۔ایسے انسان کو خدا تعالیٰ دین بھی دیتا ہے اور دنیا بھی دیتا ہے اور اس کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں ہونے دیتا۔خدا تعالیٰ اس کو اپنا موتی بنا لیتا ہے اور اپنا موتی خدا تعالیٰ کبھی کیچڑ میں نہیں رہنے دیتا۔

شکر گزاری نہ کرنے کی وجہ سے انسان اکثر اوقات غصہ کرتا ہے۔شکر سے انسان کے اندر ٹھنڈک اور سکون پیدا ہوتا ہے۔شکر کرنے والے انسان کا غصہ بے محل اور بے قابو نہیں ہوتا۔ضبط کے ساتھ بعض مواقع پر غیرت دکھانے کے لئے غصّے کی ضرورت بھی ہوتی ہے مثلاً جہاں پہ خدا تعالیٰ کی آیات کا یا شعائر اللہ کا ہے نعوذ باللہ مذاق اُڑایا جا رہا ہو وہاں پہ غصہ اور غیرت کا تقاضا ہے کہ انسان اٹھ کر آ جائے۔

اپنے پہ ترس کھانے والے ناشکری کی وجہ سے اپنی خوشیوں کو خود ہی کھا جاتے ہیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے لئے مسائل خریدتے ہیں۔مومن کو ہر حال میں صبر اور شکر کرنا ہوتا ہے۔ یہ بھی شکر ہے کہ ہم روز مرہ کے کاموں میں خوشی محسوس کریں۔مشکلات کے باوجود خوش رہیں۔زندگی کو چیلنج سمجھ کر گزاریں اور اپنے لئے جفاکشی اختیار کریں اور بچوں کو بھی سکھائیں۔

جو لوگ شکر نہیں کرتے ان کے بچے بھی اکثر چڑچڑے، بدمزاج اور سڑیل ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کی صحبت میں چند منٹ گزارنا مشکل ہوتا ہے اور وہ خود بھی عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔کامیابی یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا مزا لیں اور بڑے بڑے غموں کو پی جائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

''سو مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خوش رہو۔ ریڈرز ڈائجسٹ میں ایک امریکن کا مضمون شائع ہوا۔اس نے لکھا ہے کہ میں نیوزی لینڈ گیا وہاں افسردہ رہنے لگا۔ایک دن میں بیٹھا تھا کہ ایک نیا شادی شدہ جوڑا ہنستا ہوا آ رہا تھا وہ میرے آگے کھڑا ہوا اور کہنے لگا ہماری خاطر ایک دفعہ مسکرا دو۔میں جو مسکرایا تو پھر مسکرانے لگا۔اپنا وطن بھول ہی گیا اور میں مسکراتا رہا۔تم بھی خدا اور اس کے رسول کی خاطر مسکراؤ۔اپنے چہرے پہ رونے کو کبھی نہ آنے دو اور مسکراتے چلے جاؤ تا کہ ساری دنیا تمہاری وجہ سے مسکراتی چلی جائے۔مگر ایسا مسکراؤ کہ اس کی وجہ سے شیطان نہ مسکرائے۔خدا مسکرائے۔ایک مسکراہٹ ایسی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے اس کے ساتھ شیطان مسکراتا ہے۔ایک مسکراہٹ وہ ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ خدا بھی مسکراتا ہے۔

صحابہ میں دیکھو ایک صحابی عمرہ کے موقع پر اکڑ اکڑ کر طواف کر رہا تھا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس کو بلایا اور کہا اکڑنا خدا کو بڑا ناپسند ہے لیکن تمہارے اکڑنے پر خدا بڑا خوش ہوا ہے، تم کیوں اکڑتے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مَیں اس لئے اکڑتا تھا کہ ملیریا کی وجہ سے سب کی کمریں ٹیڑھی ہوگئی ہیں۔ مَیں نے کہا کافر ہمارا طواف دیکھ رہے ہیں۔کہیں وہ ہماری ٹیڑھی کمریں دیکھ کر خوش نہ ہو جائیں کہ مسلمانوں کی کمریں ٹوٹ گئی ہیں۔اس لئے مَیں اکڑ اکڑ کر چلتا تھا کہ ان کو بتاؤں کہ ہم خدا کے فضل سے بیماریوں سے ڈرنے والے نہیں ہم اکڑ کر چلیں گے۔

آپؐ نے فرمایا: خدا کو تمہاری یہ ادا بڑی پسند آئی ہے۔اس میں شبہ نہیں کہ ملک پر آفت آئے تو مومن سے زیادہ اور کون غمگین ہوگا مگر اپنے غم کا تحفہ رات کے وقت خدا کے آگے نذر کے طور پر پیش کرو اور اپنی مسکراہٹیں دن کے وقت خدا اور اس کے رسول کے آگے پیش کرو تا کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ طوفانوں نے تمہاری کمریں توڑ ڈالی ہیں''۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ730)

کہیں نہ کہہ دے عدُو دیکھ کر مجھے غمگیں
یہ اس کا بندہ ہے جس کو کریم کہتے ہیں

خدا تعالیٰ نے ہر کام میں لذت اور مزہ رکھا ہے مثلاً عبادت ہم مزہ کے لئے نہیں کرتے خدا کی محبت کی وجہ سے کرتے ہیں۔مگر عبادت میں بھی مزہ ہے، نماز کا ایک مزہ ہے۔اس طرح جسمانی کاموں میں مزہ ہے جیسے کھانے میں مزہ ہے، نیند کا مزہ ہے اس طرح ہم چاہیں تو خدا کے فضل سے اپنی ذمہ داریوں کا مزہ لے سکتے ہیں۔جو لوگ ذمہ داریوں کو بوجھ سمجھتے ہیں ان کے رشتوں کا مزہ جاتا رہتا ہے۔ذمہ داریوں کا مزہ لینے میں رشتوں کا مزہ ہے۔ہم بچوں سے چھوٹے چھوٹے کام کہیں اور ان پر چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں ڈالیں۔ہم نے اردو کلاس میں ایک بار بچوں سے کہا کہ سب بچے خود کوئی چیز پکا کر لائیں۔سب سے پوچھا کہ کون کیا بنائے گا۔ایک چھوٹا سا بچہ کھڑا ہوا اس نے کہا میں نوڈل ''کپا'' (پکا) کر لاؤں گا۔ساری کلاس ہنس پڑی مگر اس نے بڑے اطمینان سے کہا میں اکیلا نوڈل ''کپاتا'' (پکاتا) ہوں اور میرا ہاتھ بھی نہیں جلتا۔ مجھے اس کی بات بہت اچھی لگی۔مگر مَیں نے اس کی والدہ سے کہا یہ چھوٹا ہے اس کو اکیلے چولہے کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ اس نے کہا نہیں اس کو چولہا جلانا نہیں آتا صرف میری موجودگی میں سب کام کرتا ہے۔ہم احتیاط اور حفاظتی تدابیر مناسب حد تک ضرور اختیار کریں مگر بچوں کو محنتی اور جفاکش بنائیں۔

جو والدین بچوں سے بچپن میں کام نہیں کرواتے وہ بچے بڑے ہو کر ذمہ داریوں سے بھاگتے ہیں اور کمزور بچے بنتے ہیں۔کام کرنا پڑے تو سخت غصہ کرتے ہیں۔یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے۔

شکر گزاری یہ بھی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ ساتھ انسانوں کا بھی شکر ادا کریں اور ان کے اچھے کاموں پر تعریف بھی کریں۔اچھے کام کی تعریف بیحد ضروری ہے اس سے بچوں اور بڑوں پہ اچھا اثر پڑتا ہے، حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ہم سمجھتے ہیں ہم نے ایک کام کر دیا اور حوصلہ افزائی ہو یا نہ ہو کیا فرق پڑتا ہے۔مگر ایسا نہیں ہوتا۔تعریف سے فرق پڑتا ہے اور بہت زیادہ فرق پڑتا ہے۔مگر تعریف کسی کام کے ہونے کے ایک ماہ بعد یا سال بعد اگر کی جائے تو زیادہ اچھا اثر نہیں ڈالتی جتنا فوری تعریف اثر ڈالتی ہے۔

نیشنل صدر صاحبہ لجنہ جرمنی نے ہمارے ریجن کو ایک کام کہا۔کئی ممبرات نے وہ کام کیا۔صدر صاحبہ نے بعد میں ان کو شکریہ اور تعریف کا خط لکھا۔ایک ممبر جنہوں نے وہ کام کرنے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے افسوس کیا کہ میں بھی کام کر ہی دیتی۔

کام تو اللہ کے لئے کرنا ہوتا ہے مگر حوصلہ افزائی، شکریہ، تعریف کھاد کا کام کرتی ہے۔

اکثر لوگ جو خود ترسی کا شکار ہوتے ہیں۔وہ کبھی کبھی احسان کے بدلے میں بجائے شکر گزار ہونے کے دوسروں کو الزام دیتے ہیں۔یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نے مجھے مرچوں والا کھانا کھلا دیا میں بیمار ہوگئی۔حالانکہ کوئی زبردستی تو کھانا نہیں کھلا سکتا۔آپ کہہ دیں کہ ہم مرچیں نہیں کھاتے۔

کئی بار دوسروں پر الزام لگانے سے دل میں غم وغصہ پیدا ہوتا ہے۔اکثر مشکلات ہماری اپنی ہی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔مشکلات کا بہادری سے سامنا کریں کسی اور پہ اس کی ذمہ داری نہ ڈالیں۔بہادری سے دل کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی مشکل آتی ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں فلاں ہمارے گھر آیا تو یہ مشکل آ گئی۔یہ وہم ہے، ناشکرا پن ہے اور شرک کی ایک چھپی ہوئی قسم ہے۔

ایک لڑکی کی کہیں شادی ہوئی۔شادی کے بعد اس کے شوہر کی دادی فوت ہوگئیں۔پھر شاید ماموں فوت ہو گئے۔پھر اس کی بہن کا بچہ پیدائش سے قبل فوت ہو گیا اور مردہ پیدا ہوا۔یہ سب ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ہوا۔اس دوران اس کے شوہر کے خاندان میں کئی خوشیاں بھی آئیں مگر سسرال نے خوشیاں اس لڑکی سے منسوب نہ کیں اور یہ کہہ دیا کہ یہ لڑکی منحوس ہے اس کے آنے کے بعد موت ہمارے گھر میں گھس آئی ہے، ہماری بہو کے کمرے میں اگر کوئی بچہ سوئے گا تو بیمار ہو جائے گا۔بہو اتنی کمزور اور بیوقوف تھی کہ اس نے ان باتوں کو دل کو لگا لیا اور اسے شدید ڈیپریشن ہو گیا اور کئی جسمانی بیماریاں بھی لگ گئیں۔اس کے کچھ عرصہ کے بعد اس لڑکی کی علیحدگی ہوگئی۔ہماری لڑکیوں کو خدا تعالیٰ اتنا مضبوط کرے کہ ایسی باتوں کو سر کے اوپر سے گزار دیں اور پرواہ نہ کریں۔اپنے پر ڈیپریشن طاری نہ کریں اور لوگوں کو خدا ہدایت دے کہ کسی سے ایسی بات منسوب نہ کریں۔دیکھا جائے تو دادی اماں بوڑھی تھیں قضائے الٰہی سے فوت ہوگئیں۔ماموں بھی بیمار تھے فوت ہو گئے۔بہن کو وقت پہ ہسپتال نہ لے جایا گیا بچہ مردہ پیدا ہوا۔اس میں بہو کی نحوست کہاں سے آ گئی؟ مگر ایک بات اور سوچنے کی یہ بھی ہے کہ ایک گھر کے سارے لوگ ان کے خیال کے مطابق مبارک قدم ہیں اور وہاں ایک منحوس سمجھی جانے والی لڑکی یا لڑکا آ جاتا ہے تو ہونا تو یہ چاہئے کہ سب ''مبارک لوگوں'' کی وجہ سے اس ایک کی ''نحوست'' جاتی رہے۔مگر لوگوں کے کہنے کے مطابق یہ ہوتا ہے کہ اس بیچارے یا بیچاری چڑیا جیسی کمزور سی لڑکی کی نحوست اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ سب مبارک لوگوں کی برکت کو کھا جاتی ہے اور اس گھر پہ آفت آ جاتی ہے۔یہ سب غلط عقیدے ہیں۔کوئی انسان منحوس قدم نہیں ہوتا۔ہاں البتہ نیک لوگ اتنے بابرکت ہوتے ہیں کہ وہ جس گھر میں رہیں وہاں برکتیں آتی ہیں بلکہ ان کی وجہ سے بسا اوقات اس محلّہ، اس شہر کو بھی خدا آفات سے بچاتا ہے۔ان کی برکت سب نحوستوں کو کھا جاتی ہے۔کسی کو منحوس کہنا اور کسی آفت کا ذمہ دار قرار دینا صبر اور شکر کی نفی ہے اور یہ خود پر ترس کھانا ہے۔جب بچے چھوٹے ہوں تو ان کو یہ عادت ڈالیں کہ اپنی غلطی کسی اور کے سر نہ لگائیں اور اپنی مشکل کی ذمہ داری کسی اور پہ نہ ڈالیں۔یہ سخت گناہ ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ۔

(سورۃ البقرۃ:287)

(ترجمہ): اللہ کسی شخص پر سوائے اس ذمہ داری کے جو اس کی طاقت میں ہو کوئی ذمہ داری نہیں ڈالتا جو اس نے اچھا کام کیا ہو وہ اس کے لیے نفع مند ہو گیا اور جو اس نے بُرا کام کیا ہو وہ اسی پر وبال ہو کر پڑے گا۔

خاکسارہ نے روزمرہ کے تجارب اور پیش آمدہ حالات و واقعات کے حوالہ سے اس مضمون میں کچھ گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب ذہنی، جسمانی، اخلاقی و روحانی، علمی و عملی ہر لحاظ سے قوی اور مضبوط ہوں۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے اس مبارک موقع پر شکرانہ کے طور پر دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کی تجویز دی تھی جسے حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔احباب کی یاددہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اس شکرانہ فنڈ میں دلی محبت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکرگزار بندوں میں شامل فرمائے۔

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے
25ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: شوکت بلوچ ۔سوئٹزرلینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا25 جلسہ سالانہ مورخہ 7تا9ستمبر 2007ء بمقام Marstetten Wigoltingen منعقد ہوا جس میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم ولید طارق تارنتسر صاحب امیر جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ نے کی۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں آنحضور ﷺ کے دعویٰ سے قبل عورتوں کی حالت بیان کی کہ کس طرح عرب اپنے ہاتھوں سے اپنی بچیوں کو پیدائش کے بعد زندہ دفن کر دیتے تھے۔لیکن اسلام نے ان کو وہ حقوق دیئے جن کا تصور بھی نہیں تھا۔

مکرم امیر صاحب کے بعد مکرم بشیر احمد طاہر صاحب نے ''حضرت مسیح موعودؑ کی تائید میں ظاہر ہونے والے نشانات'' کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے ساتھ ہی شام پانچ بجے پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

8ستمبر 2007ء دوسرا روز

دوسرے روز مورخہ 8ستمبر کو پہلا اجلاس تقریباً ساڑھے دس بجے مکرم شمشاد احمد قمر صاحب نمائندہ خصوصی کی صدارت میں شروع ہوا۔

پہلی تقریر مکرم بشارت احمد انیس صاحب کی تھی جس کا عنوان ''آنحضرتؐ کا اپنے صحابہ سے تعلق محبت وشفقت'' تھا۔

دوسری تقریر مکرم عبدالوحید صاحب وڑائچ نے جرمن زبان میں کی جس کا عنوان ''اسلام کی نظر میں دوسرے مذاہب کا مقام'' تھا۔اس تقریر کے بعد مکرم محمد احمد اوپلگیر صاحب نے بھی جرمن زبان میں تقریر کی جس کا عنوان تھا ''مذہب کی ضرورت''۔

ان تقاریر کے بعد جرمن زبان میں سوال وجواب کی مجلس منعقد ہوئی۔محترم امیر صاحب اور محترم شمشاد احمد قمر صاحب نے سوالات کے جوابات دئے۔

مورخہ 8ستمبر کو دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر وعصر شروع ہوا جس کی صدارت مکرم بشیر احمد طاہر صاحب نے کی۔اس اجلاس میں پہلی تقریر محترم ڈاکٹر شمیم احمد قاضی صاحب افسر جلسہ سالانہ وصدر مجلس انصاراللہ سوئٹزرلینڈ کی تھی۔اس تقریر کا عنوان تھا ''رمضان۔ تنویر قلوب کے لئے خاص موسم''۔انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ آیئے عہد کریں کہ ہم اپنے اندر تبدیلی ماہ رمضان میں لائیں گے وہ ہماری آئندہ ساری زندگی میں بھی قائم رہے گی۔ہم اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کے حقوق ادا کریں گے۔

اس کے بعد مقامی گیمانڈے کے پریذیڈنٹ جناب Jurg Schumacher اور مقامی گرجا کے Pfarrer جناب Karl Appl بھی تشریف لے آئے۔محترم امیر صاحب نے ان کا تعارف کروایا اور انہیں قرآن پاک کا تحفہ پیش کیا۔گیمانڈے کے پریذیڈنٹ نے مختصر تقریر کی اور بتایا کہ میں آپ کے پیغام کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' سے بہت متاثر ہوا ہوں۔آپ نے جماعت کے بارہ میں نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

گرجا کے پادری جناب Karl Appl نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ان کا جماعت سے تعلق پرانا ہے اور یہ کہ جماعت احمدیہ امن کو فروغ دینے والی جماعت ہے۔

اس تقریر کے بعد محترم شمشاد احمد قمر صاحب نے تقریر کی۔ان کی تقریر کا عنوان تھا ''نماز تمام عبادت کی جان ہے''۔اپنی تقریر میں آپ نے نماز باجماعت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ حقیقی نماز انسان کو خدا کے قریب لانے کے ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں سے محبت کرنا بھی سکھاتی ہے۔

محترم شمشاد صاحب کی تقریر کے بعد سوال وجواب بزبان اردو کی نشست شروع ہوئی۔سوالات کے جوابات محترم صداقت احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ اور محترم شمشاد احمد قمر صاحب صاحب نے دیئے۔اس نشست کے ساتھ ہی دوسرے دن کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

9ستمبر 2007ء تیسرا روز

مورخہ 29ستمبر کو تیسرے اور آخری روز کی کارروائی کا آغاز صبح تقریباً ساڑھے دس بجے صبح ہوا۔اس اجلاس کی صدارت مکرم ڈاکٹر شمیم احمد قاضی صاحب نے کی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم میاں ناصر احمد صاحب کی تھی جس کا عنوان تھا ''میراحج بیت اللہ''۔انہوں نے اپنی تقریر میں حج کے طریقہ کار اور اس بارہ میں اپنے تاثرات بیان کئے۔

ان کے بعد مکرم محمد ایوب کلّہ صاحب نے تقریر کی جس کا عنوان تھا ''وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ متقیوں کا ایک وصف''۔

اس تقریر کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ نے ''سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ'' کے موضوع پر تقریر کی۔اپنی تقریر میں آپ نے بتایا کہ آپ کے خلیفہ منتخب ہونے پر سب لوگوں کو سخت حیرت ہوئی کہ عرب قبائل نے ابوبکر جیسے حلیم شخص کو اپنا خلیفہ یا بادشاہ منتخب کرلیا ہے۔لیکن طبیعت کی حلیمی کے باوجود حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہر مشکل مقام پر نہایت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد کئی قسم کے مسائل پیدا ہوئے لیکن ان تمام مشکلات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہایت خوش اسلوبی سے قابو پالیا۔

آپ کے بعد مکرم امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے سینٹ گالن کے نوجوان عبدالوہاب طیّب صاحب کو جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ ملنے پر مبارکباد دی اور انہیں ایک تحفہ پیش کیا اور کہا کہ ہمیں اس داخلہ پر فخر ہے۔

اختتامی اجلاس

نماز ظہر وعصر کے بعد اختتامی اجلاس ساڑھے تین بجے شروع ہوا۔اس میں سوئٹزرلینڈ کی قومی اسمبلی کے ایک ممبر شامل ہوئے جنہوں نے اپنے خطاب میں بتایا کہ اس اجلاس میں شرکت میرے لئے اعزاز ہے۔ مَیں مسجد زیورخ جا چکا ہوں۔وہاں آپ کی تعلیمات سے بہت متاثر ہوا تھا اور مَیں نے اپنے اچھے تاثرات اپنی پارٹی کی میٹنگ میں بھی بیان کئے تھے۔ہماری پارٹی بھی ایسے ہی خیالات رکھتی ہے۔آپ نے کہا کہ انسانیت سب سے اہم ہے۔جیو اور جینے دو کی پالیسی سب سے اہم ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ آج کل سوئٹزرلینڈ میں مسجد کے مینار کی بحث چل رہی ہے۔ہماری پارٹی نے جون 2007ء میں مسجد کے مینار کے حق میں بیان دیا تھا اور ایک پمفلٹ بھی شائع کیا تھا۔دائیں بازو کی ایک پارٹی مینار کی مخالفت کر رہی ہے لیکن ہم نے کھلے عام کہا ہے کہ یہ صرف چند لوگوں کا خیال ہے۔اگر گرجے کے مینار کی اجازت ہے تو مسجد کے مینار کی مخالفت کرنا ایک باہم متضاد بات ہے۔ انہوں نے آئندہ بھی ایسے جلسوں میں آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

اس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ نے پندرہ سوئس افراد کے نام پڑھے جنہوں نے جلسہ کے سلسلہ میں نیک تمناؤں کا پیغام بھجوایا تھا اور بوجہ گوناگوں مصروفیات کے شرکت نہ کر سکے تھے اور اپنی معذرت کا اظہار کیا تھا۔

اس کے بعد مکرم شمشاد احمد صاحب قمر نے تقریر کی جس میں علاوہ اور باتوں کے انہوں نے کہا کہ آیئے آج ہم عہد کریں کہ ہم اپنے اندر رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں گے اور ہمارے اعمال اس بات کے گواہ ہونے چاہئیں کہ یہ خدا کا نیک بندہ ہے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے بتایا کہ امسال جلسہ سالانہ کی آج تیسرے روز کی حاضری 638 ہے۔جبکہ سوئٹزرلینڈ جماعت کی کل تعداد تقریباً سات سو ہے۔

اس جلسہ میں جرمنی، اٹلی، برطانیہ اور پاکستان سے بھی آئے ہوئے مہمانوں نے شرکت کی جن کی تعداد 25 تھی۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے مہمانوں اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور تمام کارکنان کو اپنے فضلوں سے نوازے۔اس کے بعد مکرم شمشاد احمد قمر صاحب نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا 25واں جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

وقف جدید کا مالی سال

(1) چندہ وقف جدید کا مالی سال یکم جنوری سے شروع ہو کر 31دسمبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے۔اور رواں مالی سال کو ختم ہونے میں تقریباً دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔

(2) کوشش کی جائے کہ کوئی فرد جماعت مرد، عورت، جوان، بوڑھا یا بچہ اس تحریک میں شامل ہونے سے رہ نہ جائے۔

(3) نومبایعین کو بھی اس مقدس تحریک میں شامل کیا جائے۔

(4) خاندان کا سرپرست اس امر کو یقینی بنائے کہ گھر کا کوئی فرد اس سکیم میں شامل ہونے سے محروم نہ رہے حتی کہ نئے پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے بھی چندہ ادا کیا جائے۔

(5) نئے کمانے والے جو پہلے اپنے والدین کے زیر کفالت تھے برسر روزگار ہونے کے بعد اپنی آمد کے مطابق ادائیگی کریں۔

(6) وہ وفات شدگان جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سکیم میں حصہ لے رہے تھے ان کے عزیز واقارب ان کی مالی قربانی جاری رکھنے کی طرف توجہ دیں۔

(7) ہر طرح کوشش کی جائے کہ کوئی بھی فرد جماعت اس بابرکت سکیم میں حصہ لینے سے محروم نہ رہے تا وہ خدا تعالیٰ کی برکات وافضال سے حصہ پانے والا ہو۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

سمندر کی گہرائیوں میں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 ستمبر 2006ء میں مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب کا ایک معلوماتی مضمون شائع ہوا ہے جس میں سمندر کی گہرائیوں میں انسانی جسم پر اثرات پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

پانی چونکہ ہوا کی نسبت بہت زیادہ کثیف ہوتا ہے اس لئے اس کے اندر تیرنے والی چیزوں پر اس کا بہت زیادہ پریشر پڑتا ہے۔ صرف 15 میٹر پانی کے نیچے جانے کی صورت میں کئی مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔ مثلاً گھپ اندھیرا، شدید ٹھنڈک اور پانی کا دباؤ۔ یہ دباؤ اس قدر زیادہ ہوجاتا ہے کہ انسان سانس لینے کے لئے ہوا کو خود Suck نہیں کرسکتا بلکہ ہوا کو نیچے پریشر کے ساتھ اُس کے جسم میں داخل کرنا پڑتا ہے۔ پھر غوطہ خور کو ایک بھاری اور مضبوط سٹیل کا ہیلمٹ پہننا ہوتا ہے۔ اور اس ہیلمٹ کے وزن کو متوازن کرنے کے لئے اسی وزن کے جوتے پہننے ہوتے ہیں تاکہ وہ ہیلمٹ کے وزن سے پانی میں سر کے بل الٹا نہ کھڑا ہو جائے۔ سردی سے محفوظ رکھنے والے خاص سوٹ میں ہیلمٹ کے ساتھ دیکھنے کے لئے شیشے کے پینل آنکھوں کے سامنے لگے ہوتے ہیں اور پریشر کے ساتھ ہوا اس تک پہنچنے کی ٹیوب لگی ہوتی ہے۔ اسے ایک سٹیل کی تار کے ساتھ بحری جہاز یا کشتی سے سمندر میں اتارا اور واپس اوپر کھینچا جاتا ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جو 1840ء میں سمندر میں ڈوبے ہوئے ایک جہاز کو ہٹا کر بحری راستہ صاف کرنے کے لئے پہلی بار استعمال کیا گیا تھا اور دیر تک یہی طریقہ استعمال ہوتا رہا۔ لیکن اس طریقہ میں ایک تو غوطہ خور زیادہ گہرائی میں نہیں جا سکتا تھا اور دوسرے اسے ہوا کی ٹیوب اور اوپر نیچے آنے جانے کی تار کو الجھنے سے بچانے کے لئے بہت احتیاط کرنا پڑتی تھی اس لئے وہ ڈوبے ہوئے جہاز کے اندرونی حصوں اور سمندر کے اندر کی چٹانوں کے غاروں وغیرہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے 1942ء میں Aqualung ایجاد کیا گیا۔ اس میں دباؤ کے ساتھ بھری ہوا کے سلنڈر کو غوطہ خور اپنی پشت پر اٹھا کر ساتھ لے جاتا ہے۔ اس سلنڈر میں ایک ایسا والو لگا ہوتا ہے جو جس قدر گہرائی میں غوطہ خور پہنچتا ہے پانی کے پریشر کے مطابق ہوا کے پریشر کو بھی زیادہ کرتا جاتا ہے تاکہ اسے سانس لینے میں آسانی رہے۔

لیکن اس میں پھر ایک اور مشکل سامنے آجاتی ہے۔ ایک تو حد سے زیادہ بڑھی ہوئی سردی اور دوسرا پانی کا بے تحاشا دباؤ۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ پریشر تلے سانس لینے کے نتیجہ میں ہوا جو عام حالت میں ہر سانس کے لینے کے بعد پھیپھڑوں سے باہر نکل جاتی ہے، وہ خون میں جذب ہونے لگتی ہے اور اگر غوطہ خور پانی سے اچانک باہر آجائے تو اسے خون کے اندر ہوا کے جمع شدہ بلبلوں کی وجہ سے اس قدر شدید درد ہوتی ہے کہ یا تو وہ مستقل طور پر بیکار ہوجاتا ہے اور یا اس کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ اس عارضہ کو The Bends کہتے ہیں اور اس سے بچنے کے لئے صرف دس منٹ تک گہرے پانی میں کام کرنے کے بعد کئی گھنٹے پانی میں رہ کر خود کو Decompress کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک اور مشکل یہ ہے کہ ہوا جس میں ہم سانس لیتے ہیں یہ چار حصے نائٹروجن اور ایک حصہ آکسیجن پر مشتمل ہوتی ہے۔ قدرت نے ہمارا نظام تنفس اس طرح بنایا ہے کہ آکسیجن جس کی ہمیں زندہ رہنے کے لئے اشد ضرورت ہے وہ ہر سانس کے اندر لینے پر ہمارے خون میں جذب ہو جاتی ہے لیکن نائٹروجن ہمارے استعمال شدہ خون میں سے خارج ہونے والی کاربن ڈائی آکسائڈ کے ساتھ مل کر ہمارے ہر باہر کو دھکیلے جانے والے سانس کے ساتھ باہر نکل جاتی ہے۔ پانی کے پریشر تلے دباؤ والی ہوا کے سانس لینے کی وجہ سے آکسیجن کے ساتھ کچھ نائٹروجن بھی ہمارے خون میں شامل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان کی حالت نشے میں مدہوش ہونے کی سی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کئی غوطہ خور اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ انہوں نے اس مدہوشی کی حالت میں اپنے منہ کو پانی سے محفوظ رکھنے والے Mouthpiece اتار دیئے تھے۔ اس کیفیت سے محفوظ رہنے کے لئے آج کل غوطہ خور عام ہوا کی بجائے سلنڈروں میں آکسیجن اور ہیلیم گیس کی آمیزش کے سانس لیتے ہیں لیکن اس میں یہ خرابی ہے کہ اس سے گلے سے آواز پیدا کرنے والی Chords میں ایسا اثر ہوتا ہے کہ جب غوطہ خور ٹیلیفون یا کسی اور ذریعہ سے پانی سے اوپر والے لوگوں سے بات کرتے ہیں تو ان کی آواز ایسی باریک سی ہوتی ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

Aqualung کی مدد سے انسان زیادہ سے زیادہ 120 میٹر کی گہرائی تک جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس کا ایک علاج یہ نکالا گیا کہ غوطہ خور خود تیرنے کے بجائے اپنے آگے انجن سے چلنے والی ایک لمبی سی گاڑی کو دونوں ہاتھ میں پکڑ کر تیرتا تھا۔ دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ راکٹ کی شکل کی ایک موٹر میں آگے پیچھے دو آدمی بیٹھ کر اسے کار کی طرح چلاتے تھے۔ لیکن یہ زیادہ گہرائی میں نہیں جاسکتی تھی اور انسان کا سمندر کے نیچے جانے کا اصل مقصد ان گاڑیوں سے پورا نہیں ہوسکتا تھا۔ یعنی سمندر کی گہرائیوں میں پائی جانے والی معدنیات تک رسائی۔ تہ میں تیل کے ذخائر کی تلاش، سمندری حیات پر تحقیق اور ان سب سے بڑھ کر دورِ حاضر کے جنگی تقاضے۔

پھر Bathysphere ایجاد ہوا۔ یہ ڈیڑھ میٹر قطر کا سٹیل کی موٹی چادر کا ایک مضبوط گولا تھا جو سٹیل کی موٹی تار کے ساتھ سمندر میں اتارا گیا۔ اس میں سانس لینے کے لئے آکسیجن کے سلنڈر رکھے گئے تھے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرنے کے لئے خاص قسم کے کیمیکلز مہیا کئے گئے تھے۔ یہ گولہ 924 میٹر کی گہرائی تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ لیکن یہ گویا ایک بے جان گولہ تھا جو ادھر ادھر حرکت نہیں کرسکتا تھا اور پھر اتنی لمبی تار۔ اگر وہ ٹوٹ جائے تو؟ چنانچہ اسے ناقابل عمل قرار دے کر ترک کر دیا گیا۔ لیکن پہلے اس گولہ کے ساتھ پٹرول سے بھرا ہوا ڈرم لگایا گیا پٹرول کے پانی سے ہلکا ہونے کی وجہ سے یہ ڈرم پانی میں تیرتا رہتا تھا۔ گولہ میں خاص بھاری وزن رکھا گیا تھا تاکہ اگر کوئی خرابی پیدا ہو تو اس وزن کو پانی میں پھینک دیا جائے۔ اس میں دو بجلی کی موٹریں لگی ہوئی تھیں اور باہر کی جگہ کے مشاہدہ کرنے اور تصویریں لینے کے لئے سرچ لائٹ اور کیمرے بھی لگے ہوئے تھے۔ اس گاڑی کو Bathyscaphe کا نام دیا گیا۔ یہ 4160 میٹر کی گہرائی تک پہنچی اور باقاعدہ ادھر ادھر گھوم پھر کر بہت قیمتی معلومات جمع کیں۔

سمندر کی گہرائی 10900 میٹر تک ہے یعنی تقریباً سات میل۔ جبکہ مضبوط سے مضبوط آبدوز بھی صرف چار سو میٹر تک جاسکتی ہے۔ بالآخر امریکی بحریہ نے اگست 1953ء میں کثیر لاگت سے تیار کیا ہوا Bathyscaphe سمندر میں اتارا اور یہ بحرالکاہل کی گہری ترین جگہ Marianas Trench تک جا پہنچا جو 10,900 میٹر گہری ہے۔

وہاں یہ حیرت انگیز بات معلوم ہوئی کہ اس ناقابل یقین اندھیرے اور ناقابل بیان دباؤ والی اتھاہ گہرائیوں میں بھی سمندری مخلوق موجود تھی۔ مچھلیاں اور دیگر ان گنت اقسام کی مخلوق۔ تحقیق ہونے لگی کہ اس مخلوق کا خول کس قدر مضبوط ہوگا، یہ روشنی کیسے پیدا کرتی ہوگی، دشمن سے بچنے کا طریق کیا ہوگا، نظام تنفس کا طریق کیا ہوگا؟ معلوم ہوا کہ یہ جانور خود اپنی روشنی پیدا کرسکتے ہیں۔ انتہائی حساس Feelers کے ذریعہ اردگرد کی اشیاء کا پتہ چلا سکتے ہیں مخصوص الیکٹرک فیلڈ کے ذریعہ اپنا راستہ معلوم کرسکتے ہیں۔

اس وقت سمندر کی گہرائیوں میں سفر کے لئے جدید ترین مشین Submersible استعمال ہورہی ہے۔ اس کے نیچے بنے ہوئے ایک خصوصی کمرے میں جو پانی سے بھرا ہوتا ہے اور جس میں پریشر پیدا کیا جاتا ہے غوطہ خور سوار ہوکر گہرے پانی میں جاتے ہیں۔ جب وہ مشین مطلوبہ گہرائی تک پہنچ جاتی ہے تو غوطہ خور تیر کر باہر نکل آتے ہیں اور کام ختم کرنے کے بعد پھر مشین میں واپس آجاتے ہیں اب کمرہ سے پانی خارج کر دیا جاتا ہے لیکن پریشر برقرار رکھا جاتا ہے جو مشین کے واپس پانی کے اوپر پہنچنے کے بعد نکال دیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ غوطہ خور The bend سے محفوظ رہتے ہیں۔

مکرم طیب عرفان صاحب لسکانی بلوچ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 ستمبر 2006ء میں مکرم منور احمد بلوچ صاحب کے قلم سے مکرم طیب عرفان صاحب لسکانی بلوچ آف ڈیرہ غازیخان کا مختصر ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

مکرم خان محمد لسکانی صاحب سابق امیر ضلع ڈیرہ غازی خان کے بیٹے طیب عرفان صاحب کے ساتھ میرا رابطہ کم و بیش 25 سال پر محیط ہے۔ صرف 18 سال کی عمر میں اُن پر ڈیرہ غازیخان میں توہین رسالت کا مقدمہ قائم ہوا جو پورے چودہ سال عدالت میں چلتا رہا۔ کئی دوستوں اور عزیزوں نے اُنہیں بیرون ملک جانے کا مشورہ بھی دیا مگر وہ ہر بار یہی کہتے کہ میں تو خدمت دین کے لئے وقف ہوں اور اسی کو فضل الٰہی جانتا ہوں۔ اس مقدمہ میں ہر روز ان کی زندگی کو خطرہ کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر وہ ثابت قدم رہے۔ وہ نظام جماعت کی اطاعت کو فرض اولین سمجھتے تھے۔ اُن کے والد قریباً پندرہ سال امیر ضلع رہے۔ اس دوران طیب عرفان نے اپنے دنیاوی مستقبل کی فکر کئے بغیر اپنے آپ کو امارت ضلع کے کاموں اور امیر صاحب ضلع کی خدمت میں حفاظت اور ان کی کار کی ڈرائیونگ کے لئے پیش کئے رکھا۔ اسی دوران اُنہوں نے B.A تک تعلیم حاصل کی اور L.L.B میں داخلہ لیا۔

طیب عرفان خدمت خلق کے حوالے سے لوگوں کے لئے سایہ دار درخت کی مانند تھے۔ ڈیرہ غازیخان کے علاقہ مجاہد آباد میں رہتے تھے۔ چند احمدی گھرانوں کے علاوہ اکثریت غیر از جماعت لوگوں کی تھی۔ اس علاقہ میں ایک مربی ہاؤس اور بیت الحمد بھی تھی۔ گلی میں تقریباً 50 گھر تھے اور ان پچاس گھروں میں بڑوں اور بچوں سمیت سینکڑوں افراد رہتے تھے۔ طیب عرفان کے پاس گاڑی تھی، جذبہ تھا اس لئے وہ محلے کے سینکڑوں بچوں اور بیمار عمر رسیدہ لوگوں کا بہت بڑا سہارا تھے۔ پورے محلے میں ہر بچے کی حفاظت، تعلیم او رراہنمائی میں اُن کا حصہ تھا دن کے چوبیس گھنٹے رات کے کسی پہر جس کسی کا بچہ بھی بیمار ہوتا وہی بیمار کو ہسپتال لے جاتے تھے۔

سادہ زندگی ان کا معمول تھا۔ کھانا مل جاتا تو کھا لیا اور نہ ملتا تو کبھی پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ دو تین سفید کاٹن کے جوڑے کپڑوں کے اور ایک بوٹ، وجیہہ اور توانا نوجوان کی زندگی کا کل اثاثہ تھا۔ نوجوانی میں نظام وصیت سے منسلک تھا۔ اللہ اُنہیں غریق رحمت کرے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 جون 2006ء میں ''وقت کی قدر'' کے عنوان سے مکرم محمد صدیق امرتسری صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس میں سے چند اشعار ہدیۂ قارئین ہیں:

دوستو! بہرِ خدا وقت کی قیمت سمجھو
وقت کی قدر کرو ، وقت غنیمت سمجھو
وقت گزرا ہوا لوٹا نہیں سکتا کوئی
کھو کے اک بار اسے پا نہیں سکتا کوئی
وقت شاہد ہے کہ ہر چیز یہاں فانی ہے
فقط اک ذاتِ خدا دائم و لاثانی ہے
گرچہ دھرتی یہ کئی بار ہوئی زیر و زبر
ایک پل بھی نہ رُکی وقت کی رفتار مگر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

2nd November 2007 – 8th November 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 2nd November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05 Al Maa'idah: a cookery programme
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 155, Recorded on 1st May 1996.
02:30 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Spain.
03:30 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 196, recorded on 30th April 1997.
05:00 Mosha'airah: an evening of poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 12th June 2004.
07:50 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 94.
08:15 Siraiki Service
09:05 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 54 recorded on 20th October 1995.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:55 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:25 Dars-e-Hadith & MTA News
14:35 Bengali Reply to Allegations
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw)
16:05 Friday Sermon [R]
17:05 Spotlight: an interview with Ahmad Mubarak.
18:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 94
18:30 Arabic Service: Live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Travel: a visit to the Moroccan city of Marrakech, including a look at the Majorelle gardens and the Koutoubia Mosque.
22:55 Urdu Mulaqa'at: session 54 [R]

Saturday 3rd November 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 94
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 156, Recorded on 1st May 1996.
02:35 Spotlight: an interview with Ahmad Mubarak
03:35 Friday Sermon: recorded on 2nd November 2007.
04:55 Urdu Mulaqa'at: session 54
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 15th February 2004.
08:15 Tahir Heart Institute: documentary about the Tahir Heart Institute in Rabwah, Pakistan.
08:35 Friday Sermon: rec. 02/11/07 [R]
09:45 Qur'an Quiz
10:05 Indonesian Service
11:05 French Service
12:05 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:10 Mosha'airah: an evening of poetry
17:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 08/12/1996. Part 1.
18:00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
18:30 Arabic Service
20:40 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:20 Tahir Heart Institute [R]
22:50 Friday Sermon: rec. 02/11/07 [R]

Sunday 4th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Qur'an Quiz
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 157, Recorded on 7th May 1996.
02:35 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
03:00 Tahir Heart Insitute
03:20 Friday Sermon: rec. 2nd November 2007.
04:20 Mosha'airah: an evening of poetry.
05:30 Australian Documentary
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 14th April 2007.
08:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Spain.
08:45 Learning Arabic: Lesson no. 24
09:05 Discussion: a discussion on the importance of the veil, and it's portrayal in Western media.
10:05 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 17th August 2007.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
14:05 Friday Sermon: Rec. 2nd November 2007.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:05 Huzoor's Tours [R]
16:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th April 1995. Part 2.
18:30 Arabic Service: Live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:15 Huzoor's Tours [R]
23:00 Ilmi Khitabaat: An Urdu speech delivered by Hadhrat Maulana Abdul Malik Khan on the topic of the Character and personality of the Promised Messiah (as).

Monday 5th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 158, Rec. 8th May 1996.
02:05 Friday Sermon: rec. 2nd November 2007.
03:05 Learning Arabic: lesson no. 24.
03:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th April 1995. Part 2.
05:10 Ilmi Khitabaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor. Recorded on 2nd April 2005.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 73
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 12, Recorded on 24th November 1997.
10:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 21st September 2007.
10:50 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion programme on the topic of the holy war of Uhad.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 1st December 2006.
15:00 Children's Class [R]
16:00 Ghazwat-e-Nabi (saw) [R]
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 159, Rec. 9th May 1996.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:00 Khilafat Seminar: a seminar on the topic of the institution of Khilafat.

Tuesday 6th November 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 73
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 159, Rec. 9th May 1996.
02:20 Friday Sermon: rec. 1st December 2006.
03:15 Rencontre Avec Les Francophones
04:15 Medical Matters
04:55 Khilafat Seminar
06:00 Tilaawat, Dars & MTA News
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 25th September 2004.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995. Part 1.
09:15 Orphan Maker: an English discussion programme on the topic of the impact of HIV and AIDS on Human life. Hosted by Asif Ashraf with guest Dr Syyed Tariq Sadiq.
09:40 MTA Travel: a tour of the UAE.
Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:10 Bangla Schomprochar
14:10 Jalsa Salana UK 2007: Opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th July 2007 from Hadeeqa-tul Mahdi.
15:15 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:25 Learning Arabic: lesson no. 26
16:50 Question and Answer session [R]
17:50 Orphan Maker [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05 Orphan Maker [R]
22:45 Jalsa Salana UK 2007.

Wednesday 7th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:15 Learning Arabic: lesson no. 26
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 160, rec. 14th May 1996.
02:50 Orphan Maker
03:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995. Part 1.
04:30 Jalsa Salana UK 2007.
05:35 MTA Travel: a tour of UAE
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 29th February 2004.
08:10 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:45 Tahir Heart Institute
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995. Part 2.
09:50 Indonesian Service
10:50 Swahili Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 20th July 1984.
15:20 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Syed Mehmood Ahmad Shah on the occaision of Jalsa Salana Germany 2005.
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
17:10 Australian Documentary
17:40 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 161, rec. 15th May 1996.
20:35 MTA International Jamaat News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
22:55 From the Archives [R]

Thursday 8th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Tahir Heart Institute
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 161, rec. 15th May 1996.
02:35 Philosophy of Islam: a talk based on the book, Philosophy of the teachings of Islam, written by the Promised Messiah (as), hosted by Dr Mohyuddin Mirza.
03:00 Hamaari Kaenaat
03:20 Australian documentary
03:45 From the Archives
04:50 Kasauti: a quiz programme.
05:15 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor, recorded on 22nd April 2007.
08:15 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 17th December 1995.
09:20 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Spain.
10:05 Indonesian Service
11:05 MTA Variety
11:25 Al Maa'idah: a cookery programme
11:40 Pushto Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon, delivered on 2nd November 2007.
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 197, recorded on 6th May 1997.
15:20 Huzoor's Tours [R]
16:05 English Mulaqa'at [R]
17:10 Al Maa'idah [R]
17:30 Moshaa'irah: an evening of poetry
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:10 MTA Variety [R]
22:35 Al Maa'idah [R]
23:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday 26 October, 2007 | Issue No. 43

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

جناب نورانی صاحب پیامبر ''اتحادالمسلمین'' کے روپ میں

جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ اور سیاستدان جناب احمد شاہ نورانی صاحب جنہوں نے 7؍ستمبر 1974ء کے رسوائے عالم فیصلہ کے ''کارنامہ تکفیر'' میں نمایاں حصّہ لیا تھا 12؍دسمبر 2003ء کو چل بسے ۔ جناب روحی کنجاہی نے ان کا مرثیہ کہاہے ۔ فرماتے ہیں:

''بڑی تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں
جو اچھے لوگ تھے باقی جہاں میں
خدا حافظ ہے اب تو گلستاں کا
ہم ایسے رہ گئے باقی جہاں میں''

جناب نورانی صاحب کی رحلت پراُن کے پرستار اُن کے سیاہ کارناموں کی نقاب کشائی کرنے کی بجائے انہیں ''اتحادالمسلمین'' کے پیامبر کی حیثیت سے پیش فرماتے ہیں۔ جناب نورانی صاحب ''مجدّد ِمائۃ حاضرہ عظیم البرکت شاہ احمد رضا بریلوی قادری'' کے خادموں میں سے تھے اس لئے مفروضہ اتحادالمسلمین کا اصل کریڈٹ ''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت'' احمد رضا خان کو ملنا چاہئے کیونکہ انہوں نے اپنے ایک شہرہ آفاق جلالی فتویٰ میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

''آج کل کے روافض عمومًا ضروریات دین کے مُنکر اور قطعًا مرتد ہیں۔ان کے مَرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہوسکتا ہی نہیں ۔ ایسے ہی وہابی ،قادیانی، دیوبندی، نیچری ، چکڑالوی ، جملہ مرتدّین ہیں کہ ان کے مَرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر یا مُرتد، انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولا د ولدالزنا''۔

(الملفوظ حصہ دوم صفحہ 97-98 مرتبہ مفتیٔ اعظم ہند)

''اعلیٰ حضرت'' بریلوی کے جانشین جناب شاہ مصطفیٰ رضا خان کا واضح مسلک آپ ہی کے قلم سے درج ذیل ہے:

''بالجملہ ان رافضیوں ،تبرّائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفّار مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مُردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذاللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مَرد سُنّی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی نکاح ہرگز نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولاد ولدالزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی۔ اگرچہ اولاد سُنّی ہی ہو کہ شرعًا ولدالزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی۔ زانیہ کے لئے کوئی مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتی کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا۔ سُنّی تو سُنّی کسی مسلمان بلکہ کافر کے بھی۔ یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں۔ ان کے مرد عورت، عالم، جاہل، کسی سے میل جول، سلام کلام سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو اِن کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہوکر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمّہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سُنیں اور اس پر عمل کرکے سچے پکّے سُنّی بنیں''۔

(فتویٰ مولاناشاہ مصطفی رضا خان بحوالہ رسالہ رد الرفضہ صفحہ23 شائع کردہ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور پاکستان ۔مطبوعہ گلزار عالم پریس بیرون بھاٹی گیٹ لاہور 1320ھ)

ناقابل فراموش کارنامہ

اگر بصیرت کی آنکھوں سے جناب نورانی کے عمر بھر کے ''کارناموں'' کو مشاہدہ کیا جائے تو یہ سرفہرست اور آخری ''سیاہ کارنامہ'' ہمیشہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا کہ وہ محض سیاست کی خاطر اپنے پیرومرشد کے مذہب کو ردّی کی ٹوکری میں پھینک کر دیوبندیوں ہی سے نہیں مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے علاوہ جماعت اسلامی کے لیڈر جناب قاضی حسین احمد صاحب سے بھی ہم آغوش رہے جن کی نسبت دیوبندی مذہب کا قطعی عقیدہ ہے کہ:

''مودودی صاحب کی تصنیفات کے اقتباسات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے خیالات اسلام کے مقتدایان اور انبیائے کرام کی شان میں گستاخیاں کرنے سے مملو ہیں۔ ان کے ضالّ مُضِلّ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ میری جمیع مسلمانان سے استدعا ہے کہ ان کے عقائدوخیالات سے مجتنب رہیں اور ان کو اسلام کا خادم نہ سمجھیں اور مغالطے میں نہ رہیں۔ **حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اصلی دجّال سے پہلے تیس دجّال اَور پیدا ہوں گے جو اس دجّال اصلی کا راستہ صاف کریں گے۔ میری سمجھ میں ان تیس دجّالوں میں ایک مودودی ہیں''**۔ فقط والسلام۔

(محمد صادق عفی عنہ مہتمم مدرسہ مظہر العلوم محلہ کھڈہ کراچی 28؍ ذوالحجہ 1371ھ ۔19؍ستمبر 1952ء حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب صفحہ 97 مرتبہ مولوی احمد علی انجمن خدام الدین لاہور)

اس ضمن میں ''مجلس عمل'' کے لیڈر جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے والد اور جمعیت علماء اسلام کے صدر ''حضرت مولانا مفتی محمود'' فرماتے ہیں:

''مَیں آج یہاں پریس کلب حیدرآباد میں فتویٰ دیتا ہوں کہ **مودودی گمراہ ،کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اس کے اور اس کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے اس کی جماعت سے تعلق رکھنا صریح کفر اور ضلالت ہے**۔ وہ امریکہ اور سرمایہ داروں کا ایجنٹ ہے۔ اب وہ موت کے آخری کنارے پر پہنچ چکا ہے اور اب اسے کوئی طاقت نہیں بچاسکتی۔ اس کا جنازہ نکل کر رہے گا''۔ (ہفت روزہ زندگی 10؍نومبر 1969ء منجانب جمعیۃ گارڈ ۔لائل پور)

افتراپردازی کی انتہاء

گزری سیاہ کاری میں یارب تمام عمر
آدھی شباب میں کٹی آدھی خضاب میں

نورانی صاحب اور ان کی سیاسی چالوں کا معاملہ اب احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہے۔ ان کی اس افتراپردازی پر رب العرش کے یہاں ان کے اعمال نامہ میں موجود ہے کہ مَیں نے افریقہ کی تمام احمدی جماعتوں کے مشنوں کو بند کروا دیا ہے ۔اس سفید جھوٹ پر شاید ابلیس بھی ماتم کناں ہے۔

خدا کے فضل وکرم سے نہ صرف افریقہ بلکہ دنیا بھر کے احمدی نورانی صاحب کی اس دروغ بیانی کے بعد لاکھوں سے کروڑوں میں تبدیل ہوکر شاہراہ ترقی پر پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ گامزن ہیں۔

لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ آسٹریا (Austria) کے چھٹے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ:صدف وھاب۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ آسٹریا)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ 19؍اگست 2007ء بروز اتوار لجنہ اماءاللہ وناصرات الاحمدیہ آسٹریا کو اپنا چھٹا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

پہلا روز۔افتتاح

پروگرام کے مطابق پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا جو خاکسارہ صدف وہاب نے کی۔ اس کے بعد ان آیات کا جرمن ترجمہ مکرمہ کائنات حسن صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرمہ شازیہ حسن صاحبہ نے حدیث نبوی پیش کی۔

مکرمہ رضوانہ شفیق صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ آسٹریا نے لجنات اور ناصرات کے ساتھ مل کر عہد دہرایا۔ عہد کے بعد مکرمہ نازیہ داؤد صاحبہ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ پھر صدر صاحبہ لجنہ نے لجنہ و ناصرات سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

چونکہ لجنہ اور ناصرات کا اجتماع اکٹھا ہوا اس لئے سب سے پہلے ناصرات کے علمی مقابلہ کروائے گئے جس میں مقابلہ قرآن کریم ناظرہ، مقابلہ حفظ قرآن، مقابلہ نظم، مقابلہ قصیدہ اور تقریری مقابلہ جات شامل تھے۔ تمام ناصرات نے بڑی دلچسپی سے ان تمام مقابلہ جات میں حصہ لیا۔

دوسرا اجلاس

کھانے اور نماز ظہر وعصر کے وقفہ کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ہوا جس کے بعد مکرمہ رضوانہ شفیق صاحبہ نے خوش الحانی کے ساتھ نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔

اس کے بعد لجنات کے علمی وتقریری مقابلے کروائے گئے ۔ان مقابلہ جات کے بعد خاکسارہ نے سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔

اختتامی خطاب

اس کے بعد مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ آسٹریا نے اختتامی خطاب کیا جس میں لجنات اور ناصرات کو مفید نصائح سے نوازا۔

آخر میں اول ،دوم اور سوم آنے والی ناصرات اور لجنات میں انعامات تقسیم کئے گئے اور دعا کے ساتھ اس بابرکت اجتماع کا اختتام ہوا۔

اس اجتماع میں ناصرات کی حاضری سو فیصد رہی جبکہ لجنات کی حاضری 97 فیصد رہی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام شامل ہونے والوں کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے اور جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الفضل خود بھی پڑھیے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)